NOVEMBER-2025 Rs. 30/-
جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ نومبر ۲۰۲۵ء

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری نوری بریلوی
مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سُنّی دُنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

ظلم اور اس کا انجام

خوش رہنے کے کچھ رہنما اصول

حضور اجمل العلما اور علم اصول حدیث

حضور تاج الشریعہ اور فتنوں کی سرکوبی

شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن قدس سرہ کی علمی جدوجہد

اسلاموفوبیا اور اس کے بڑھنے کے کچھ اسباب وعلل

ایران واسرائیل جنگ! بے تاب لوگوں کی نصیحت

حضور حجۃ الاسلام اور ان کی شاعری اور تاریخ گوئی

امام احمد رضا کے فتاویٰ میں فرائض وواجبات کی تاکید

مفتی اعظم ہند! حیات طیبہ کی چند اہم جھلکیاں

اشتعال انگیز فلمیں! فتنہ گروں کی سوچی سمجھی سازش

شمع رسالت پر قربان ہونا تو کوئی صدیق اکبر سے پوچھے

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامية جامعة الرضا بریلی شریف یوپی، هند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نوردیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

جلد نمبر ۱۰ — Vol. 10

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ — نومبر ۲۰۲۵ء

شمارہ نمبر ۱۱ — Issue No. 11

قیمت فی شمارہ ۳۰ روپئے	سالانہ ۳۵۰ روپئے سادہ ڈاک سے	سالانہ ۶۰۰ روپئے رجسٹرڈ ڈاک سے	پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپئے	امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

تزئین کار: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا — محمد تمہید خان عرشی فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	حضور حجۃ الاسلام اوران کی شاعری اور تاریخ گوئی	محمد عبدالرحیم نشترؔ فاروقی	۵
اسلامیات	ظلم اوراس کا انجام	ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن	۹
☜	خوش رہنے کے کچھ رہنما اصول	مولانا خلیل احمد فیضانی	۱۳
☜	شمع رسالت پر قربان ہوناتو کوئی صدیق اکبر سے پوچھے	مولانا محمد مدثر حسین اشرفی	۱۵
☜	علم! اہمیت وافادیت	علامہ سید اولاد رسول قدسیؔ	۲۰
اسلاف واخلاف	شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن قدس سرہ کی علمی جدوجہد	حافظ افتخار احمد قادری	۲۸
☜	امام احمد رضا کے فتاویٰ میں فرائض وواجبات کی تاکید	مولانا محمد ایوب مصباحی	۳۲
☜	مفتی اعظم ہند! حیات طیبہ کی چند اہم جھلکیاں	مفتی عبداللطیف علیمی	۳۸
☜	حضور اجمل العلما اور علم اصول حدیث	مولانا عمران رضا منظری	۴۶
ازہریات	حضور تاج الشریعہ اور فتنوں کی سرکوبی	مفتی مشتاق احمد امجدی	۳۹
احوال عالم	اسلاموفوبیا اوراس کے بڑھنے کے کچھ اسباب وعلل	محمد اختر رضا امجدی	۴۱
☜	ایران واسرائیل جنگ! بے تاب لوگوں کی نصیحت	ڈاکٹر ادہم شرقاوی	۴۳
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۴۴
مختصرات	اشتعال انگیز فلمیں! فتنہ گروں کی سوچی سمجھی سازش	حافظ تحسین رضا قادری	۵۰
منظومات	حضور چہرے سے پردہ ہٹا دیا جائے	قاری نعیم الدین قادری	۵۲
☜	رحمت ونور کا ایک چشمۂ جاری قرآں	مولانا سلمان رضا فریدیؔ	۵۲
☜	محدود فرش تک نہیں شہرہ رسول کا	سید خادم رسول عینیؔ	۵۲
☜	وفا خلوص کے پیکر ہیں قائد ملت	ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری	۵۲
خیر وخبر	الجامعۃ الغوثیہ میں عرس اعلیٰ حضرت	اراکین الجامعۃ الغوثیہ للبنات	۵۳
☜	میر عبدالواحد بلگرامی کے احوال وآثار پر قومی سیمینار	مولانا عارف القادری	۵۳

مشمولات

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

حضور حجۃ الاسلام اور ان کی شاعری اور تاریخ گوئی

شیخ الانام، حجۃ الاسلام، مظہر امام حضرت علامہ شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری نوری بریلوی قدس سرہ القوی دیگر علوم وفنون کی طرح شعر وشاعری میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ کی نعتیں عشق رسول سے سرشار اور سوز وگداز سے لبریز ہوا کرتی تھیں، آپ کے ایک ایک شعر سے عشق رسالت کی خوشبو پھوٹتی ہے ,عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا کلام سن کر جھوم جھوم جاتے ہیں، آپ کے کلام میں وہ سوز وگداز، وارفتگی وشیفتگی ہے جو ایمان میں تازگی اور روح میں بالیدگی پیدا کر دیتی ہے، آپ کے کلام بلاغت نظام میں تمام فنی محاسن بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔

فصاحت وبلاغت، لطافت ونزاکت تخیّلی ندرت وتمثیلی جدت، جدال وجمال، تشبیہات واستعارات، تنوع مضامین، روز قوافی اور والہانہ عقیدت والفت یہ تمام تر خوبیاں اپنے پورے آب وتاب کے ساتھ آپ کے کلام میں جلوہ گر ہیں مگر صد حیف ایسے عظیم اور بلند پایہ شاعر کا نعتیہ دیوان مرتب نہ ہو سکا تلاش بسیار کے بعد آپ کے چند کلام مل پائے ہیں جس سے آپ کے تخیل کی بلند پروازی، نازک خیالی اور عشق وعرفان کا پتہ چلتا ہے، چند اشعار قارئین کی نذر ہیں:

تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں
بہاروں کی بہاروں میں بہار جاں فزا تم ہو

○

کبھی تو چمکے گا نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرے پہ مہر ہوگی مہر ادھر خوش خرام ہوگا

ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر وہ پیاسوں کو جام دیں گے
صراط ومیزان وحوض کوثر یہیں وہ عالی مقام ہوگا

کہیں وہ جلتے بجھاتے ہوں گے کہیں وہ روتے ہنساتے ہوں گے
وہ پائے نازک پہ دوڑنا اور بعید ہر ایک مقام ہوگا

اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا
بلا لو مجھ کو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر، آنکھیں بند، لب پر میرے درود وسلام ہوگا

○

عارض نور بار سے بکھری ہوئی ہٹی جو زلف
ایک اندھیری رات میں نکلے مہِ تمام دو

پی کے پلا کے میکشو ہم کو بچی کھچی ہی دُو
قطرہ دو قطرہ ہی سہی کچھ تو برائے نام دو

وحشی ہے ایک دِل مرا زلف سیاہ خام کا
بندش عشق سخت تر صید ہے ایک دام دو

ان کی جبیں نار پر زلف سیہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضدین صبح و شام دو

ایک نگاہ ناز پر سیکڑوں جام ہے نثار
گردش چشم مست سے ہم نے پیئے ہیں جام دو

○

عشق نے چھوڑی پھلجھڑی دل کی لگی بھڑک اُٹھی
آتش گل کے پھول سے آگ لگی بہار میں

شوق کی چیرہ دستیاں دِل کی اڑائیں دھجیاں
وحشت عشق کا سماں دامن تار تار میں

بجلی سی ایک تڑپ گئی خرمن ہوش اڑ گیا
برق شرار بار تھی جلوۂ نور یار میں

تم ہو حبیب کبریا پیاری تمہاری ہر ادا
تم سا کوئی حسیں بھی ہے گلشن روزگار میں

شوق کی ناشکیبیاں سوز کی دلگدازیاں
وصل کی نامرادیاں عاشق دلفگار میں

گردش چشم ناز سے جام مئے گسار مست
رنگ سرور و کیف ہے چشم خمار دار میں

تاریخ گوئی

فن شاعری میں تاریخ گوئی ایک اہم اور مشکل صنف ہے، لیکن حضور حجۃ الاسلام کو اس میں بھی خاصہ دسترس حاصل تھی، حضرت علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی فرماتے ہیں:

’’تاریخ گوئی بہت ہی مشکل فن ہے۔ اس فن میں بھی حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی نیابت حاصل تھی، الفاظ و معانی پر استحضار کا یہ عالم تھا کہ ادھر الفاظ مسموع ہوئے اور ادھر اعداد سامنے آ گئے۔ اس کا مظاہرہ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں بلا تکلف ہوا، کتابوں کے نام ہوں یا اشعار، جملے ہوں یا واقعات! ہر مقام پر بامعنی برمحل کتاب اور واقعات کے عنوان کے مطابق آپ کی برجستہ تاریخ گوئی آپ کی فنی مہارت پہ شاہد عدل ہے۔

آپ نے ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ادعائے کاذب سے متعلق سوال پر ایک مبسوط جواب تحریر فرمایا اور اسے تاریخی ’’نام الصارم الربانی علی اسراف القادیانی‘‘ سے مسمّی کیا، اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳؍ سال کی تھی۔‘‘ (تذکرۂ جمیل)

۱۳۴۴ھ میں حضرت مولانا عبدالکریم درس قدس سرہ کا وصال ہوا تو حجۃ الاسلام نے درج ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ وصال---------------------------------- ۱۳۴۴ھ

حضرت مولانا وبکل مجد اولینا------------------- ۱۳۴۴ھ

مولانا القرشی الصدیقی الکرانچوی--------------- ۱۳۴۴ھ

رحمة الله المولیٰ تعالیٰ برحمة واسعه--------------- ۱۳۴۴ھ

الشهداء عند ربهم لهم اجر لعم ونورهم------------ ۱۳۴۴ھ

ادخلواخالدين بها------------------------------ ۱۳۴۴ھ

نمقه العبد ابحانی حامد رضا-------------------- ۱۳۴۴ھ

النوری رضوی---------------------------------- ۱۳۴۴ھ

اور فارسی میں یہ اشعار بھی یادگار چھوڑیں:

درس عبدالکریم عبدالکریم---------------------- کردجان خودش بحق تسلیم

موت العالم لمیة العالم------------------------ تلمۂ دین احمد بے مسیم

روح الرواح وسقاه---------------------------- زاب کوثر وجعفر وتسنیم

درس وعظ حمایت سنت-------------------------- رد بدعت وطرفہ اہل جحیم

امر معروف ونہی عن المنکر---------------------- کار او بود در حیات کریم

درس دین بنی بکو حامد------------------------- ختم شد در کراچی والتسلیم

------------------------- ۱۳۴۴ھ -------------------------

اسی طرح جب جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی ظہور الحسین صاحب کا وصال ہوا تو آپ نے درج ذیل تاریخیں کہیں:

تاج المحققين سراج المدقيقين.............................. ۱۳۴۲ھ

اولیٰ جناب ظہور حسین.................................... ۱۳۴۲ھ

تاریخ وصلہ.. ۱۳۴۲ھ

اور ساتھ ہی عربی میں ایک شاہکار منظوم تعزیت نامہ تحریر فرما کر آخری مصرعہ میں یہ تاریخی شعر رقم فرمایا:

حاک ارخ الوصل یا حامد رضا

آیۂ رضوان ادخلواهاخالدین

۱۳------ھ------۴۲

جب بریلی شریف جنکشن پر ''نوری مسجد'' بن کر تیار ہوئی تو بعض احباب کے اصرار پر حجۃ الاسلام نے درج ذیل تاریخی قطعات فی البدیہہ عربی میں ارشاد فرمائے:

انما يعمر مسجد من---------------------------- امن بالاله والاخرىٰ

من بناه بنی له الله------------------------------ بيتاد ربجنت الماوىٰ

شكر الله سعی، تیمه---------------------- عمر حامد رضا شفيق و رضا

بخ لعمری بناۃ الشمخ--------------ارخلہ اسلہ فایہ نجل و رضا

قلت سبحان ربی الاعلیٰ--------------مسجد اسس علیٰ تقویٰ

-------------------------۱۳۲۹ھ-------------------------

جب خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی بنیادرکھی تو برجستہ یہ تاریخی مادہ آپ کی زبان حق ترجمان پرمچل اٹھا۔

خانقاہ قادریہ مبارکہ -------------------------------------- ۱۳۴۵ھ

بارہاایسادیکھا گیا کہ حضور حجۃ الاسلام ذکرواذکار میں مشغول ہوتے یا وضوفرمارہے ہوتے اچانک کوئی جملہ ارشادفرمادیتے اور دیکھا جاتا تو وہی جملہ اپنے اندر تاریخ کا موتی چھپائے ہوئے ہوتا، چنانچہ ایک بار وضوفرمارہے تھے کہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سرداراحمد صاحب قدس سرہ کی دیوبندی مناظر پر فتح ونصرت کی خبر ملی تو برجستہ آپ نے ارشادفرمایا:

’’قدندمنظور‘‘۱۳۵۴ھ --تحقیق بھاگامنظور‘‘---’’دق دن منظور‘‘۱۳۵۴ھ --منظورکا بھانڈا پھوٹ گیا‘‘

غورکیا گیا تو یہی جملے تاریخی مادے بن چکے تھے۔

شہزادۂ اکبر مفسر اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قدس سرہ العزیز کے عقد مسنون کے موقع پر جو منظوم دعوت نامہ جاری فرمایا، اس میں بھی آپ کے فن تاریخ دانی کے جواہر پارے نظر آتے ہیں، ملاحظہ ہو:

تہنیت شادی بلطف الٰہی ---------------------------------جشن شادی ابراہیم رضا

۱۳۴۷ھ -- ۱۹۲۸ء

حجۃ الاسلام نے اپنے والدگرامی وقار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز کے وصال پرحزن وملال پر کئی تاریخی مادے ارشادفرمائے جو بلاشبہ فن تاریخ گوئی کے شاہکار ہیں۔

نوراللہ جریح------------- شیخ الاسلام والمسلمین-------------رضی اللہ الحق عنہ

۴۰......ھ......۱۳-----------۱۳......ھ......۴۰--------------۴۰......ھ......۱۳

امام ہدایۃ السنۃ الحاج احمدرضا-----الھادالبریلوی القادری البرکاتی

۴۰......ھ......۱۳-----------۱۳......ھ......۴۰--------------۴۰......ھ......۱۳

ھم اولیاء تحت قبائی لایعرف غیری -----------راح شیخ الکل فی کل

۴۰......ھ......۱۳-----------۱۳......ھ......۴۰--------------۴۰......ھ......۱۳

رازداررازرازی سیدوسّر وسّری---------------مولوی ومعنوی قرآن زبانت مادری

۴۰......ھ......۱۳-----------۱۳......ھ......۴۰--------------۴۰......ھ......۱۳

ایک بارکا واقعہ ہے کہ دارالعلوم اشرفیہ میں حضور حجۃ الاسلام کے ورودمسعود کے موقع پر حضرت قاری مصلح الدین صاحب صدیقی نے آپ کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا، حجۃ الاسلام نے برجستہ فرمایا کہ اس نظم میں اگراس لفظ کے بجائے یہ لفظ رکھ دیا جاتا تو تاریخ بھی ہوجاتی اوروزن شعری بھی برقرار رہتا۔ (تذکرۂ جمیل،ص ۱۷۱)

امام احمد رضا کے وہ اذکار واشغال، اوراد ووظائف جن سے غلامان قادریت ورضویت استفادہ کرکے اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں، حضور حجۃ الاسلام نے اس درِّ مکنون اور سرِّ مخزون کو مرتب کرکے ’’الوظیفۃ الکریمۃ -۱۳۳۸ھ‘‘ کے تاریخی نام سے شائع فرمایا: (ایضاً ص۱۷۰)

بقیہ ص۱۵ پر

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

ظلم اور اس کا انجام

دنیا میں جب بھی ظلم وستم اور جبر واستبداد کا رویہ اختیار کیا گیا اور جب بھی طاقت کے نشے میں اس حقیقت کو فراموش کیا گیا کہ اللہ رب العالمین اس کائنات کا خالق ومالک ہے، جو ظلم وستم اور زیادتی کرنے والوں کو کسی طور پر پسند نہیں فرماتا اور وہ جب چاہے ظالموں کو آنِ واحد میں اپنے غضب سے نشانۂ عبرت بنا سکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب جب ایسا ہوا، بڑے دردناک اور بھیانک نتائج دیکھنے کو ملے، قومِ نُوح، قومِ ابراہیم، اصحابِ مدیَن اور عاد وثمود کی سرکشی اور ان کے عبرتناک انجام کو خود اللہ رب العالمین نے قرآنِ پاک میں بیان فرمایا:

''اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ (۱) کیا انہیں اپنوں سے اگلوں کی خبر نہ آئی؟! نُوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدیَن والے اور وہ بستیاں جو اُلٹ دی گئیں، ان کے رسول رَوشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے، تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا، بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے۔''

حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ اللهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْه۔ اللہ تعالی ظالم کو ڈھیل دیئے رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ پکڑتا ہے تو بچ کر نکل نہیں پاتا۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

''وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔ (۲) ایسے ہی تیرے پروردگار کی گرفت ہے، جب وہ ظالم بستی والوں کو گرفت میں لیتا ہے، یقیناً اس کی گرفت سخت دردناک ہے۔''

اس کے باوجود بھی سرکش انسان اگر اللہ تعالیٰ کے قانون کو نہ سمجھے اور اپنے سے پہلی قوموں کے بھیانک انجام سے عبرت حاصل نہ کرے، تو بہت جلد خود وہ شخص دوسروں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا جاتا ہے اور ظالموں کا بالآخر یہی انجام ہوتا ہے۔

ظلم کی ممانعت

اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے، اس ارض وسما کا وہ تنہا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ جو چاہے کرے، کوئی اس کو روکنے ٹوکنے والا نہیں، لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنی ذات والا سے ظلم کی نفی فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْــٴًـا۔ (۳) یقیناً اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں فرماتا۔''

لیکن ظلم وزیادتی کرنے والوں کو اُن کے انجام سے باخبر کرتے ہوئے فرمایا:

''وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًا وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا۔ (۴) جو ظلم وزیادتی سے ایسا کرے گا، تو عنقریب ہم اُسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔''

اسی طرح ایک حدیث قدسی میں ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''یَا عِبَادِي! إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّماً، فَلَا تَظَالَمُوا۔ (۵) اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔''

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

علّامہ ماذری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے؛ کیونکہ مقرّرہ حدود سے تجاوُز کرنے کوظلم کہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے اوپر کوئی نہیں جو اس کے لیے حدود مقرّر کر سکے۔(۶)

ظلم کا معنی

انسان کے ظلم کرنے سے مراد کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر رکھنا، حد سے تجاوُز کرنا، ناحق قتل کرنا، گالی دینا، بُرا بھلا کہنا، کسی کو تکلیف دینا یا کسی کا حق ادا نہ کرنا۔

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی ارشاد فرماتے ہیں کہ ظلم کے تین 3 معنی ہیں: (1) کسی کا حق مارنا، (2) کسی کو غیر محل میں خرچ کرنا، (3) اور کسی کو بغیر قصور کے سزا دینا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم کسی پر ذرّہ بھر ظلم نہیں کرتے۔ یہاں ظلم سے مراد بے قصور کو سزا دینا ہے۔(۷)

ظلم کی چاہے کوئی بھی قسم اور صورت ہو، بہر حال وہ حرام و ممنوع اور اللہ کے غضب کو للکارنے کے مترادِف ہے، ہمیں چاہیے کہ ظلم کی ہر صورت سے بچیں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی بچائیں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِماً أَوْ مَظْلُوماً۔ اپنے بھائی کی مدد کرو! چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسولَ اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں، لیکن ظالم کی مدد کس طرح ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ۔(۸) اس کا ہاتھ پکڑ لو، یعنی اسے ظلم کرنے سے روک لو۔''

ظالم کی حمایت کرنے والوں کی سزا

ظالموں کی مدد و حمایت کرنے والے بھی اس گناہ میں شریک ہیں، ایسوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔(۹) ظالموں کی طرف نہ جھکو؛ کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں، پھر مدد نہ پاؤ گے۔''

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی ارشاد فرماتے ہیں کہ ظلم پر مدد (اور حمایت) کرنے کی کئی صورتیں ہیں: (1) ظالموں کو ظلم کی رغبت دینا، (2) ان کے ظلم پر مبنی قانون کو رائج کرنا، (3) ان کے ظلم میں ان کا ہاتھ بٹانا، (4) ان کے ظلم کی حمایت کرنا، یہ کہنا کہ یہ اَحکام حق ہیں۔ غرض کہ اس میں بہت وسعت ہے۔(۱۰)

ظلم کا انجام

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لَوْأَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ، لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ۔(۱۱) اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں، تو اللہ ان سب کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔''

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ ہی سے ایک اور روایت میں ہے، کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا:

''أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ کیا تم جانتے ہو کہ مفلِس کون ہے؟''

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ جس کے پاس درا ہم وسامان نہ ہو وہ مفلس ہے، ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الْمُفلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ، أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ، فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔(۱۲) میری امّت میں مفلِس وہ ہے، جو قیامت کے روز نماز، روزے اور زکات لے کر آئے گا اور یُوں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، لہٰذا اس کی نیکیوں میں سے کچھ کسی ایک مظلوم کو دے دی جائیں گی، کچھ دوسرے مظلوم کو پھر اس کے ذمّہ جو حقوق

تھے، اگر اُن کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن مظلوموں کی خطائیں لے کر اُس ظالم پر ڈال دی جائیں گی، پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔‘‘

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو دنیا میں کسی کے تقریباً تین 3 پیسے دَین (قرض) دبا لے گا، بروزِ قیامت اس کے بدلے سات سو 700 باجماعت نمازیں دینی پڑ جائیں گی۔ (۱۳)

غیر مسلموں پر ظلم کی ممانعت

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، یہ ایک عالمگیر، آفاقی اور تا قیامت رہنے والا دین ہے، اس لیے اس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق چھوٹے بڑے اُمور کو بالتفصیل بیان کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے ساتھ ساتھ، اپنے ملک میں رہنے والی اَقلیتوں کے حقوق کا بھی خاص خیال رکھا ہے اور انہیں بھی ان کے حقوق اور تحفظ کی ضمانت دی ہے، دین اسلام میں جس طرح کسی عام مسلمان شہری کے ساتھ بلاضرورتِ شرعیہ، ظلم وزیادتی کرنا ناجائز وحرام ہے، اسی طرح کسی غیر مسلم ذمّی پر بھی ظلم وستم کرنا حرام ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِداً، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئاً بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۱۴) خبردار! جو شخص کسی ذِمّی (یعنی وہ غیر مسلم جو مسلمانوں کے ملک میں ماتحت ہو کر رہتا ہو) پر ظلم وزیادتی کرے گا، یا اس کے حق میں کمی کرے گا، یا اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے گا، یا اس کی کوئی چیز اس کی رضامندی کے بغیر لے گا، تو اس ذِمّی کی طرف سے اُس (ظلم وزیادتی کرنے والے) شخص کے ساتھ خصومت (جھگڑا) کرنے والا میں خود ہوں گا۔‘‘

تصویر کا دوسرا رُخ

آج ہمارے مسلمان بھائی پوری دنیا میں ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں، اس کے باوجود ہم مسلمان اپنے ملک میں رہنے والی کسی بھی اَقلیت کو ناحق مُوردِ الزام ٹھہرا کر، اپنے ظلم وستم کا نشانہ نہیں بناتے، جبکہ یہود ونصاریٰ اور ہُنود کے ہاں مُعاملہ اس کے برعکس ہے، وہاں مسلمانوں کے ساتھ جس طرح ناروا سُلوک کیا جاتا ہے، انہیں بے گناہ قتل کیا جاتا ہے، ان کی عصمت مآب خواتین کی آبرُو ریزی کی جاتی ہے، ان کے گھر بار اور کاروبار کو نذرِ آتش کیا جاتا ہے، اس سے ساری دنیا واقف ہے، اس کے باوجود سب خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں، کوئی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرتا، کوئی اس کا مُعاشی بائیکاٹ نہیں کرتا، آخر کیوں؟؛ اس لیے کہ سارے کے سارے کفّار مسلمانوں کے خلاف ملّتِ واحدہ ہیں، لہٰذا آج ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا فضول ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! جو بھی کرنا ہے تمہیں خود ہی کرنا ہے، اَغیار کی طرف دیکھنا چھوڑ دو! بلکہ اپنے اندر ظلم وجبر کے خلاف ڈَٹ جانے کی ہمّت پیدا کرو! ظلم وبربریت کے خلاف قانونی آواز بلند کرو، بزرگو و دوستو! بعض لوگ صرف ظلم دیکھتے اور سہتے ہیں، مگر اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے، یہ ہرگز کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں، غلبہ حق کے لیے ظلم کے خلاف جدوجہد اور امامِ عالی مقام نواسہ رسول کا کردار ہمارے سامنے ہے، انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے، قیامت تک کے لیے ظالموں کے چہروں سے نقاب اتار دیا، لہٰذا جو مظلوم کا ساتھی ہے، گویا وہ امام حسین کا ساتھی ہے اور جو ظالم کا طرفدار ہے، گویا وہ یزید کا پیروکار ہے۔

قومِ مسلم کے خلاف کفّار کا وحشیانہ طرزِ عمل

برادرانِ ملّت! ہر دَور میں اپنے مذہبی اور عالمی قوانین کو روند کر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والوں کی بھی کبھی کمی نہیں رہی، چند شر پسند عناصر اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے، جائز وناجائز کی تمیز کیے بغیر، ہر حد کو پامال کرتے نظر آتے ہیں، کشمیر، برما، شام اور فلسطین کی مثال آپ کے سامنے ہے، وہ کونسا ظلم وستم ہے جو وہاں بسنے والے مظلوم مسلمانوں پر نہیں ڈھایا جا رہا؟! مسلمان نوجوانوں کا دن دہاڑے قتلِ عام کیا جا رہا ہے، بچوں کو یتیم کیا جا رہا ہے، ان کی نسل کشی کی جا رہی ہے، خواتین کی عصمت دری کی جا رہی ہے، انہیں وطن بدر کیا جا رہا ہے، ان کی اکثریت کو اَقلیت

میں بدلنے کی مذموم کوشش کی جارہا ہے، وہاں کرفیو لگا کر، کھانے پینے کی اشیا تک رسائی بھی مشکل بنادی گئی ہے، تمام ذرائعِ ابلاغ کی بندش کے ذریعے دنیا کو وہاں کے حالات سے بے خبر رکھا جا رہا ہے، لیکن اس کے باوجود اقوام متحدہ، او آئی سی اور انسانی حقوق کے تمام عالمی ادارے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں، اُن کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔

حرفِ آخر

آج مشرق سے مغرب تک امّت مسلمہ کے خلاف، ایک میدانِ کربلا برپا ہے، ضرورت اس امر کی ہے، کہ حسینی کردار کے ذریعے ظلم وستم کا خاتمہ کیا جائے، اسلام کا حقیقی عادلانہ نظام رائج کیا جائے؛ تاکہ مُعاشرہ امن کا گہوارہ بنے۔ ہمارے حکمران اور علما ومشائخ بھی اپنی اپنی ذمّہ داری کو سمجھیں اور حالات کے تقاضوں کے مطابق خود کو ڈھالیں، اور قومی دھارے میں رہتے ہوئے حکمت اور جرأت کے ساتھ اپنا کردار ادا کریں۔

نواسۂ رسول حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کردار اور جدوجہد ہی کے ذریعے، رہتی دنیا تک یہ پیغام چھوڑا کہ باطل قوتوں سے کبھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے اور ظلم و ناانصافی کے خلاف ڈٹ جانا چاہیے، چاہے اس کے لیے کتنی ہی اور کیسی ہی قربانیاں کیوں نہ دینی پڑیں۔

یاد رکھیے! ناحق کسی کے ساتھ زیادتی کرنا اور اس کے جان ومال یا عزّت وآبرو پر حملہ کرنا ظلم ہے، جو حرام اور انتہائی قابلِ مذمّت فعل ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب، خطے یا سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے پر ہو، عالَم اسلام کے مظلوم مسلمان ہی نہیں، بلکہ دنیا بھر میں بسنے والے تمام انسان ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں، دنیا میں کہیں بھی کسی پر ظلم ہو رہا ہو، توہمیں چاہیے کہ اسے روکنے کی بھرپور کوشش کریں، بامرِ مجبوری فزیکلی طور پر اگر ہم اُن کی مدد نہیں کر سکتے، تو کم از کم ان پر ہونے والے ظلم وستم کے خلاف صدائے احتجاج تو ضرور بلند کرنی چاہیے۔

اے اللہ! دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، تو اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مظالم سے نجات عطا فرما، بالخصوص کشمیر وفلسطین پر ظلم ڈھانے والوں کو نیست ونابود فرما، ہمیں توفیق دے اور اس قابل بنا کہ ہم ظالم کا ہاتھ روک سکیں اور مظلوم کی مدد کر سکیں، الٰہی! تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، جن مصائب وآلام کا انہیں سامنا ہے، ان سے نجات عطا فرما، ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشت گردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکت خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابۂ کرام کی سچی محبت اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنے رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شامل حال ہو، تمام عالم اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین، وصلّی اللہ تعالی علی خیر خلقِه ونورِ عرشِه، سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، و الحمد للہ ربّ العالمین۔

حواجات: (۱) پ۱۰، التوبة: ۷۰. (۲) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، ر: 4686، ص 807. (۳) پ۱۱، یونس: ٤٤. (۴) پ٥، النساء: ۳۰. (۵) صحیح مسلم، باب تحریم الظلم، ر: ٦٥٧٢، ص ١١٢٨. (٦) المعلم بفوائد مسلم، کتاب البرّ والصلة، تحت ر: 1183، ۳/ ۲۹۰. (۷) مرآة المناجیح، کتاب الآداب، ظلم کا بیان، پہلی فصل، 6/ 521۔ (۸) صحیح البخاري، کتاب المظالم، ر: ٢٤٤٤، ص ٣٩٤. (۹) پ۱۲، ود: ۱۱۳. (۱۰) مرآة المناجیح، حاکم اور قاضی بننے کا بیان، دوسری فصل، 5/ 417، بتصرفٍ۔ (۱۱) سنن الترمذی، باب الحکم في الدماء، ر: ۱۳۹۸، ص 339. (۱۲) صحیح مسلم، باب تحریم الظلم، ر: ٦٥٧٩، ص ۱۱۲۹، ۱۱۳۰. (۱۳) فتاویٰ رضویہ، کتاب المداینات، تقریباً تین 3..الخ، 17/ 281، بحوالہ درِّ مختار وغیرہ (۱۴) سنن أبي داود، کتاب الخراج، ر: ٣٠٥٢، ص ٤٤٧.

از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

خوش رہنے کے کچھ رہنما اصول

بھری محفل میں کسی نے ایک عورت سے پوچھا کہ کیا آپ کا شوہر آپ کو خوش رکھتا ہے؟ محفل میں سناٹا چھا گیا، اس کا شوہر پر اعتماد تھا کہ اس کی بیوی مثبت جواب دے گی؛ کیوں کہ جب سے ان کی شادی ہوئی تھی بیوی نے کبھی بھی پریشانی و دل شکنی کا شکوہ نہیں کیا تھا، لیکن بیوی کے جواب نے پارٹی میں موجود تمام افراد کو حیران کر دیا اس نے کہا کہ نہیں! میرا شوہر مجھ کو خوش نہیں رکھتا! جواب سن کر شوہر کو شدید دھچکا لگا کہ ہمیشہ خوش رہنے والی بیوی نے یہ غیر متوقع جواب کیسے دے دیا! محفل میں موجود سبھی لوگ سراپا حیرت بنے، کبھی شوہر کو دیکھتے تو کبھی بیوی کو تکتے، بیوی نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ہوئے کہا کہ: آپ لوگ حیران نہ ہوں! کیوں کہ مجھ کو خوش رکھنا میرے شوہر کی ذمہ داری ہے ہی نہیں، جب ان کی ذمہ داری ہی نہیں ہے تو پھر ان کا کوئی قصور بھی نہیں ہے پھر اس نے کہا کہ میری خوشی کا دار ومدار میرے شوہر پر نہیں، مجھ پر ہے۔

یہ میرا اپنا فیصلہ ہے، قطع نظر اس کے کہ، میرا شوہر میرے ساتھ کیسا برتاؤ کر رہا ہے، مجھ کو زندگی میں کن حالات سے گزرنا پڑتا ہے! اور اگر حماقت سے اگر میں میری خوشی کا کنٹرول کسی اور کے ہاتھ میں دے دیتی ہوں اور وہ میری توقعات پر پورا نہیں اتر پاتے تو یقینا مجھ کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی ذمہ دار میں خود گردانی جاؤں گی، پھر اس نے کہا کہ ہماری زندگی میں مسلسل حالات بدلتے رہتے ہیں، ہماری صحت میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں، ہمارے محبتیں بدلتی رہتیں ہیں غرض یہ کہ دنیا بھر میں ہمیشہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن یاد رکھنا! میری خوشی کا تعلق خارجی حالات سے نہیں ہے۔

خوش رہنے کا فیصلہ میں نے خود کیا ہے کہ میں نے ہمیشہ اور ہر حال میں خوش رہنا ہے، کیوں کہ قدرت نے میری خوشیوں کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دے رکھی ہے؛ اور میرا حال یہ ہے کہ میں نے چھوٹی چھوٹی چیزوں میں خوشیاں تلاش کر کر کے دل میں موجود خوشی کی کیفیت کو ثابت رکھنے کی ایسی مشق کر لی ہے کہ اب مجھ کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کہ خارج میں حالات کیسے ہیں! میرے پاس بڑا گھر ہے یا چھوٹا، آمدنی زیادہ ہے یا کم، اکیلی ہوں یا فیملی کے ساتھ، مزید اس نے کہا کہ کل میں سنگل تھی تب بھی خوش تھی۔

آج شادی شدہ ہوں تب بھی خوش ہوں، کیوں کہ خوش رہنے کا فیصلہ میں پہلے سے کر چکی ہوں اور خود کو خوش رکھنا میں اپنی ذمہ داری سمجھتی ہوں اور جہاں تک میرے شوہر کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک عظیم انسان ہیں مجھ سے محبت کرتے ہیں اور حتی المقدور خوشیوں کے اسباب بھی مہیا کرتے ہیں، اس حکایت سے ہمیں سبق یہ ملتا ہے کہ ہمیں اپنی خوشی کا ''ریموٹ'' کسی اور کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہیے کیوں کہ اپنی خوشیوں کا سبب دوسروں کو سمجھنا گویا فکری طور پر غلامی قبول کرنا ہے، جس طرح ہم خود کسی کی غلامی قبول نہیں کرنا چاہتے تو اپنی خوشیوں کو دوسروں کی غلامی میں کیسے دے سکتے ہیں، اس لیے اپنی خوشی کی باگ ڈور کسی کے ہاتھ میں مت دیجیے ممکن ہے کہ وہ آپ کی ڈور پکڑ کر ساری زندگی پتنگ کی طرح آپ کو ادھر ادھر گھماتا ہی رہے، اس لیے، بہت ضروری ہے کہ آپ اپنے اندر ہی خوش رہنے کا ہنر ڈولپ کریں۔

ایک شخص کو بہت بڑا ایوارڈ ملنے جا رہا تھا، اس لیے حسب روایت کئی اینکرز اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ کو اپنے اس شعبے کا منفرد و نمایاں ایوارڈ ملنے جا رہا ہے جو بلا کسی ریب، آپ کی زندگی کا سب سے خوش گوار اور حسین ترین لمحہ ہے۔

* مضمون نگار دار العلوم فیضان اشفاق جودھ پور راجستھان کے استاذ ہیں۔

آپ یہ بتائیں کہ اس کے علاوہ آپ کی زندگی میں ایسے کتنے لمحات آئے ہیں کہ آپ آج کی طرح یا اس سے بھی زیادہ خوش ہوئے ہوں؟ تو اس دانا شخص نے جواب دیا کہ پہلی بات تو یہ جان لو کہ آج اس ایوارڈ کا ملنا میری زندگی کا سب سے خوبصورت اور حسین لمحہ نہیں ہے، کیوں کہ میری زندگی میں تو اس طرح کے یا اس سے بھی زیادہ خوشی کے لمحات آتے رہتے ہیں ان اینکرز نے تعجب سے پوچھا کہ ایسے حسین لمحات تو کسی کسی کی زندگی میں وہ بھی کبھی کبھی آتے ہیں اور آپ ہیں! جو لاابالی سے فرمائے جارہے ہیں کہ ایسے موقعے تو بار بار آتے ہی رہتے ہیں، ہمیں بھی بتائیں کہ آخر وہ کون سے لمحات ہیں جن میں آپ کی خوشی کی ایسی شاندار ہریالی پنہاں ہے، اس نے کہا کہ بس معمولی سی بات ہے اور وہ یہ کہ جب میں صبح سویرے بیدار ہو کر اپنی چلتی ہوئی سانسوں کو محسوس کرتا ہوں اور اپنے وجود کی رعنائیوں کو دیکھتا ہوں تو مجھ کو ایک نئے دن کی شروعات کرنے پر اور نئی زندگی میں قدم رکھنے پر ایسی خوشی ملتی ہے کہ میں بیان کرنے سے عاجز ہوں اور وہ لمحہ میرے لیے اس لمحے سے بہتر و حسین ہوتا ہے تو یقیناً یہ چیز بہت بڑی نعمت ہے کہ ہمارے رب نے ایک بار پھر ہمیں زندگی میں کچھ کر گزرنے کا موقع دیا ہے، ایک بار پھر سنبھل جانے کا گولڈن چانس دیا ہے، اس پر ہمیں شکر کرنا چاہیے اور خوش رہنا چاہیے۔

اصلی خوشی کا تعلق آپ کی سوچ کے ساتھ ہے، آپ نے اگر اپنی خوشی کو سونے چاندی کے حصول پر منحصر کر رکھا ہے تب تو آپ کو خوشی اس وقت نصیب ہوگی جب یہ چیزیں آپ کو حاصل ہو جائیں لیکن اس کے برعکس اگر آپ نے کفایت شعاری کو اپنایا اور قناعت اختیاری کی تو صرف دو وقت کی روٹی ہی آپ کی خوشی محسوس کرواسکتی ہے اور ہفتوں کی فاقہ کشی بھی آپ کے لیے غم کا سبب نہیں بن سکتی ''پسند ناپسند'' نیز جو چیز آپ کو پسند آرہی ہے اس کو حاصل کرنا شروع کردیں، یعنی اس کے حصول میں سرگرم عمل ہو جائیں اور جد جہد کی ایک مثال قائم کردیں، یا جو حاصل چیزیں ہیں ان پر قناعت کا ذہن بنانا شروع کریں اور ان حاصل شدہ اشیا کو پسند کرنا شروع کردیں یعنی اپنے اندر شکرگزاری کا مزاج پیدا کردیں آپ یقیناً اپنی زندگی میں خوشی محسوس کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

المیہ یہ ہے کہ بعض اوقات ہم اپنی خوشی کا اظہار ہی لوگوں کو جلانے کے لیے کرتے ہیں لیکن یاد رکھیں! لوگ جلیں نہ جلیں آپ کی خوشی جل کر ضرور نذر غم والم ہو جائے گی، اس لیے زندگی میں جب بھی آپ کو کوئی خوشی نصیب ہو تو بجائے لوگوں کو جلانے، ان کو خوش کرنے کا ذہن بنائیے، یقیناً آپ کی خوشی کو دوام حاصل ہوگا، اس لیے تو کہا جاتا ہے کہ: اگر خوشی حاصل کرنی ہے تو خوشیاں بانٹنے کا مزاج پیدا کیجئے حال میں رہنا سیکھئے، بعض حضرات ماضی کی غلامی میں جکڑے ہوتے ہیں تو بعض مستقبل میں چھلانگ لگانے کی پلاننگ بنا رہے ہوتے ہیں، نتیجہ دونوں کا غم وخوف کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، اس لیے اپنے حال پر رحم کھاتے ہوئے حال کو غنیمت جانیے اور حالات کو بدلنے کی سعی کیجیے۔

مثبت سوچ

ہر چیز کے کچھ مثبت پہلو ہوتے ہیں تو کچھ منفی اگر آپ کسی چیز میں منفی پہلو نکالنے کے بجائے مثبت پہلو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تو یقیناً، آپ ایک کامیاب انسان ہیں اور یہی چیز آپ کو غم و اندوہ سے چھٹکارا دلانے والی بھی ہے ایک مثال لیجیے! آپ سڑک عبور کر رہے ہیں جیسے ہی درمیان میں پہنچے، اچانک ایک تیز رفتاری سے چلتی ہوئی گاڑی نمودار ہوئی اور بے ساختہ آپ کی طرف آرہی ہے آپ زور سے چیخے، ڈرائیور ماہر تھا، بالکل قریب آکر گاڑی کو بمشکل کنٹرول کر لیا، اب آپ اس وقت کیا کریں گے؟ آپ کے پاس دو پہلو ہیں، منفی اور مثبت، منفی پہلو یہ کہ آپ ڈرائیور سے جھگڑا شروع کردیں، جزع فزع شروع کردیں لیکن مثبت پہلو یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے ڈرائیور صاحب کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے بروقت گاڑی کنٹرول کی اور آپ زندہ بچے! پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہو جائیں کہ مولیٰ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھ کو اس ناگہانی موت سے چھٹکارا دے کر ایک اور موقع عنایت فرمایا۔

بس اسی طرح آپ اپنی زندگی کے ہر واقعہ بقیہ ص ۱۹ / پر

شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہونا تو کوئی صدیق اکبر سے سیکھے

از: مولانا محمد مدثر حسین اشرفی *

وہ مقدس گروہ جنہوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ والضحیٰ کی زیارت کی اور حالت ایمان میں اس دنیا سے تشریف لے گئے انہیں ''صحابہ'' کہتے ہیں، جان، مال اور اولاد سے محبّت انسان کا فطری تقاضا ہے، مگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت میں اس درجہ سرشار تھے، کہ وہ ہمہ وقت ہر چیز سرکار پر قربان کرنے کے لیے پیش پیش رہتے تھے، بارگاہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ مقدس صحابہ ایسے کامل واکمل ہوئے کہ ہمارے ہادی بن گئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے سارے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، تم ان میں جن کی بھی پیروی کروگے ہدایت یافتہ ہوجاؤگے۔''

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہ بڑی شان وعظمت والے ہیں، ان میں سب سے افضل امیر المومنین خلیفۂ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپ نے اپنے کردار کے ذریعے امت مسلمہ کو حضور پر قربان ہونے کا سلیقہ سکھایا، نیز یہ پیغام دیا کہ حضور کی محبت ہی سب کچھ ہے ورنہ سب بیکار ہے، آپ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ہیں، نص قرآنی سے آپ کی صحابیت ثابت ہے، جو آپ کی صحابیت کا منکر ہو وہ قرآن کریم کا منکر ہوکر خارج از اسلام ہوا۔ قرآن کریم میں آپ کی شان میں متعدد آیات نازل ہوئیں اور احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اظہار نبوت فرمایا اور لوگوں کو معبود حقیقی کی عبادت کا حکم ارشاد فرمایا تو ماننے والے مان گئے، گرچہ ان ماننے والوں کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، ان پر ظلم وستم کی انتہا کردی گئی، مگر ان ماننے والوں کے قلوب و اذہان سے اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ نکالی گئی، عاشقِ رسول سیدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دولت ایمان سے مشرف ہوئے، امیہ بن خلف نے ظلم وتشدد کے ذریعے ہر چند کوشش کی کہ وہ اسلام ترک کردے، مگر واہ مؤذنوں کے امام! آپ کی استقامت کو کروڑوں سلام! آپ نے ظلم سہ کر ''احد احد'' کے نعرے لگائے اور ظالموں کو یہ پیغام دیا کہ کسی بھی حال میں اسلام چھوڑ نہیں سکتا، امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، تو آپ نے انہیں بھاری قیمت ادا کرکے آزاد فرمادیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔'' (ترجمہ کنزالایمان، سورۃ اللیل)

تفسیر: شان نزول؛ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟ شاید حضرت بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خرید کر آزاد کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرمادیا گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے، کسی کے احسان کا بدلہ

* مضمون نگار رضائے مصطفیٰ مسجد گیورائی، بیڑ مہاراشٹر کے امام وخطیب ہیں۔

نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال وغیرہ کا کوئی احسان ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام کے سبب خرید کر آزاد کیا۔ (خزائن العرفان)

جب آقائے دو جہاں سید عالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف 53 برس کی ہو چکی اور کفار و مشرکین کی طرف سے مسلسل ظلم و ستم جاری رہا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم رحمت عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جانے کا حکم ارشاد فرمایا، اس سفر میں آپ اپنے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیے قرآن کریم نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:

''اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

(ترجمہ کنزالایمان پارہ 10 سورہ التوبہ آیت نمبر 40)

ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفار نے اپنی مجلس شوریٰ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرے اور جب آپ باہر نکلنے لگیں تو سب یکبارگی حملہ کر کے حضور کو شہید کر دیں، اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے حبیب! صدیق کو ساتھ لو اور آج مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جایئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا، صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے تو کفار محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

سورہ یٰسین کی ابتدائی آیتیں پڑھ کر ان پر دم کیا ان پر غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بخیر و عافیت ان کے نرغہ سے نکل کر حضرت صدیق کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کو ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ سے نکلے اور کوہ ثور کے ایک غار میں آ کر قیام فرمایا، اس کا منہ بہت تنگ تھا، صرف لیٹ کر ہی انسان اندر داخل ہو سکتا تھا، حضرت صدیق پہلے خود اندر گئے غار کو تمام خس و خاشاک سے صاف کیا، جتنے سوراخ تھے ان کو بند کیا ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور عرض کی کہ حضور! اندر قدم رنجہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، حضرت صدیق کے زانو پر سر مبارک رکھا اور استراحت فرما ہو گئے، حضرت صدیق کے بخت کی یاوری کا کیا کہنا بیتاب نگاہیں اور بے قرار دل اپنے محبوب کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ آنکھیں۔ وہ حسن سرمدی وہ جمالِ حقیقی جس کی دل آویزیوں نے چشم فطرت کو تصویر حیرت بنا دیا تھا آج حضرت صدیق کے آغوش میں جلوہ فرما ہے، اے بخت حضرت صدیق کی رفعتو! تم پر یہ خاک پریشان قربان اور یہ قلب حزیں نثار!

اسی اثنا میں حضرت صدیق کی ایڑی میں سانپ نے ڈس دیا، زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش تک ہوئی ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے، اپنے یار غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی، پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا لعاب دہن لگایا جس سے درد اور تکلیف کافور ہو گئی، اہل مکہ تلاش میں ادھر اُدھر مارے مارے پھر رہے تھے، ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے اس غار کے دہانے تک پہنچ گئے، جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کفار کی ایک جماعت غار کے منہ پر کھڑی ہے، اپنے محبوب کو یوں خطرہ میں گھرا دیکھ کر بے چین ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو یہ ہمیں پا لیں گے۔

حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! ان دو کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو، نبی کی قوت یقین ملاحظہ ہو، یہ ہے توکل علی اللہ کا وہ مقام جو شان رسالت کے شایاں ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اطمینان وتسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی اس کا ورود ہوا، جس سے ان کی ہر طرح کی پریشانی دور ہوگئی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین دن تک وہاں قیام فرما رہے، حضرت اسماء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی صاحبزادی آکر کھانا پہنچا جاتیں، آپ کے صاحبزادے ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو ریوڑ لے آتا تازہ دودھ پیش کرتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبہ کا ہر فرد بلکہ غلام تک اتنے مخلص اور قابل اعتماد تھے کہ کسی نے راز کو افشا نہ کیا اور گراں قدر انعام کا لالچ ان کے غلام کے دل کو بھی نہ للچا سکا، کفار مکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی جو سازش تھی اس طرح ناکام ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی بات جو ہمیشہ بلند رہتی ہے اس موقع پر بھی بلند ہوگئی۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی قدس سرہ، نے مندرجہ بالا آیت کی طویل تفسیر رقم فرمائی ہے، یہاں مختصر تفسیر پیش کی جاتی ہے: مارِ غار پر یارِ غار غالب آیا، زہر نے اپنا اثر کرنا شروع کر دیا، تمام جسم میں سنسنی پھیلنے لگی آنکھوں سے اشک رواں ہوئے رخسارۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گرے، مبارک آنکھیں کھول دیں، دیکھا صدیق رو رہے ہیں پوچھا کیا ہے عرض کیا ایک سانپ کئی بار کاٹ چکا ہے، فرمایا: کہاں؟ عرض کیا: پاؤں کے انگوٹھے میں، فرمایا: دکھاؤ! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگا دیا زہر ختم ہوگیا۔ مگر وفات کے وقت وہ ہی زہر لوٹا جس سے حضرت صدیق کی وفات یعنی شہادت ہوئی، یہ ہے فنا فی الرسول کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات خیبر والے زہر کے لوٹنے سے حضرت صدیق کی وفات غار والے زہر کے لوٹنے سے۔

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضرت محمد بن ابوبکر کی اولاد میں ہیں ان کے پاؤں کے انگوٹھے پر سیاہ تل ہوتا ہے اور انہیں سانپ نہیں کاٹتا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا یہ حال نہیں کیونکہ عبدالرحمٰن اس وقت پیدا ہو چکے تھے محمد بعد کو پیدا ہوئے۔ یہ اثر تا قیامت رہے اگر باپ صدیق ہے تو دائیں پاؤں میں ماں صدیقی ہے تو بائیں پاؤں میں اگر دونوں صدیقی ہیں تو دونوں پاؤں میں نشان ہوتا ہے فقیر نے مشاہدہ بھی کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غار میں بہت سخت پیاس لگی، پانی موجود نہ تھا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ، غار کے گوشہ میں پانی پی لو، یہ گئے تو وہاں پانی کا چشمہ دیکھا۔ جس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا برف کی طرح ٹھنڈا مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ نے خوب جی بھر کر پیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوثر کا چشمہ تھا، جو اے ابوبکر! تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں بھیجا بذریعہ نہر، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کفار کے چلے جانے کے بعد پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اگر یہ لوگ ہم کو اس وقت دیکھ لیتے تو ہم کہاں جاتے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہاں جاتے یہ کہہ کر غار کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ فرمایا، حضرت صدیق کی آنکھوں نے دیکھا وہاں سمندر کا کنارہ ہے جس میں کشتی لگی ہوئی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

احادیث مبارکہ میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت فضائل مذکور ہیں، دو احادیث مبارکہ نذر قارئین ہیں، روایت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا (غزوۂ تبوک کے موقع پر یہ حکم ہوا تھا) اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ اگر میں کسی دن حضرت ابوبکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا، (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گمان یہ تھا کہ صدقہ میں سبقت زیادتی مال سے ہوتی ہے اور مال تو میرے پاس زیادہ ہے لہٰذا میں ہی آج بڑھ جاؤں گا، مگر بعد میں پتہ لگا کہ صدقہ میں سبقت اخلاص کی زیادتی سے

ہوتی ہے، کثرت اور برکت میں فرق ہے) فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لیے کیا چھوڑا؟ میں نے کہا کہ اتنا ہی اور حضرت ابوبکر سارا وہ مال لے آئے جو ان کے پاس تھا (سارے مال کی خیرات حضرت صدیق اکبر کی خصوصیت ہے ان کی اور ان کے بال بچوں کی طرح متوکل نہ کوئی ہوگا نہ سارا مال خیرات کرے گا، ہم جیسوں کو بعض مال خیرات کرنے کا حکم ہے: انفقوا مما رزقنکم۔ مما کا من بعضیت کا ہے، اگر ہم سارا مال خیرات کر دیں تو اگر چہ ہم صبر کر جاویں مگر ہمارے بیوی بچے پیٹ پیٹ کر مر جاویں۔ خیال رہے کہ عابدوں کی نماز و زکوٰۃ اور ہے عاشقوں کی اور نوعیت کی، عارفوں کی اور طرح کی، عابدوں کی زکوٰۃ سال کے بعد چالیسواں حصہ عاشقوں کو زکوٰۃ اشارہ پا کر سارا مال، عابدوں کی نماز مسجدوں کے دیواروں کے سایہ میں، عاشقوں کی نماز تلواروں کے سایہ میں۔

اس جواب سے معلوم ہوا اللہ رسول کے نام پر خیرات اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے، کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لیے اللہ رسول کو چھوڑا معلوم ہوا کہ اللہ رسول کافی ہیں) فرمایا: اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا رکھا؟ عرض کیا: کہ میں نے ان کے لیے اللہ رسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز کی طرف ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا (خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کل مال حضرت عمر کے آدھے مال سے مقدار میں کم تھا مگر درجہ میں بہت زیادہ تھا قبولیت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ (مرآۃ المناجیح، جلد ہشتم)

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ، میرے پاس جناب جبرئیل آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی، (غالباً یہ واقعہ معراج کی رات کا ہے یا کسی اور وقت کا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے داخلہ کے لیے جنت میں علاحدہ دروازہ بنایا گیا ہے، وہاں بھی امتیازی شان اس امت کی ہے یہ سب حضور کے صدقے سے ہے۔) جناب ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا، (سبحان اللہ! کیسی پیاری تمنا ہے یعنی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ دروازہ دیکھنے گئے تو کاش میں بھی حضور کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا۔) حتیٰ کہ اسے دیکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جائے گا، (یعنی اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس سے اعلیٰ درجہ رکھا ہے وہ یہ کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے تمہارے بعد دوسرے لوگ۔

خیال رہے کہ سب سے پہلے جنت میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جائیں گے، پھر سارے نبی، پھر حضور انور کی امت، پھر دوسرے نبیوں کی امتیں اور اس امت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق تو لازم آیا کہ بعد انبیا سب سے پہلے جناب صدیق اکبر جنت میں جائیں گے، اس سے پتہ لگا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انبیا ساری مخلوق سے افضل ہیں بعد انبیا سب سے پہلے جنت میں داخلہ آپ ہی کا ہوگا۔)

نوٹ ضروری: جنت میں ساری مخلوق سے پہلے حضرت بلال جائیں گے اس طرح کہ حضور کے داخلہ کے وقت آگے آگے حضرت بلال ہوں گے ہٹو بچو کرتے ہوئے جیسے غلام شاہوں کے آگے چلتے ہیں خادمانہ شان سے، وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ اے بلال! تم کون سی نیکی کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے سنی وہاں وہ ہی آہٹ سنائی گئی جو قیامت کے بعد جنت کے داخلہ کے وقت حضور کے آگے آگے چلنے کی ہوگی مگر وہ خدمت گاری کی حیثیت ہے، جزا والا داخلہ پہلے وہاں حضرت ابوبکر صدیق کو میسر ہوگا، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں، حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں یا حضرت آدم علیہ السلام پہلے وہاں رہ کر آئے ہیں مگر وہ داخلہ جزا کے لیے

نہیں۔ (مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خلیفۂ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بے انتہا محبت کی ہے اور انہوں نے اپنے کردار و عمل سے ہمیں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا سکھایا ہے، آپ کی چار نسلیں شرف صحابیت سے مشرف ہیں، آپ اس امت کے سب سے بڑے متقی ہیں، آپ رفیق غار بھی ہیں اور رفیق مزار بھی۔ 63 رسال کی عمر شریف 22 رجمادی الثانی 13 ھ میں آپ کا وصال ہوا، اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک پہلو میں آرام فرما ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ اشرف الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقیں سید المتقیں
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام
مرتبہ حضرت صدیق کا ہے یہ سید
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

◆◆◆

ص ۱۴ رکا بقیہ..................

کو اس مثال پر قیاس کرتے جائیے اور مثبت پہلو نکالتے رہے، ان شاءاللہ تعالیٰ عزوجل آپ ہمیشہ کی خوشی سے بہرہ ور ہوں گے، اپنے اندر خود اعتمادی کا ہنر پیدا کریں مستقبل مزاجی کو اپنی طبیعت کا ایک حصہ بنائیں، ہر حال میں رب تعالیٰ کا شکر ادا کریں، کتابوں سے دوستی پیدا کریں، ان سب کا نچوڑ پوچھئے، تو رب تعالیٰ سے اپنی وابستگی کو مضبوط تر کیجئے۔

◆◆◆

ص ۳۱ رکا بقیہ..................

والدہ صاحبہ کے مقاصد کے پورے ہونے کے دعا کرتا ہوں (ان کو) اپنی اولاد پر شفقت اور خاوند کی اطاعت ضروری ہے، اگر اس میں کوئی تکلیف ہو تو اسے بھی راحت سمجھنا چاہئے۔''
(ایضاً: ۳۸ /مکتوب: ۳۱)

ایک دوسرے مکتوب کے اس جملہ سے خودداری اور بے طمعی صاف نمایاں ہے:

''میں چراغ کندہ نہیں کرسکتا، میں اس کی دکانداری نہیں کرتا ہوں، نقش البتہ تحریر کرسکتا ہوں آپ کندہ کرالیں۔'' (ص ۳۹)

حمایت حق اور اسی کی ترغیب دیتے ہوئے منشی مولیٰ بخش سیتاپور کو تحریر فرمایا:

''تمہاری حق کوشی سے، بہت خوش ہوا، کسی کا ناحق حق لینا اچھا نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ تم کو مکان اچھا دے گا۔'' (ایضاً: ۴۰)

مزید تفصیل کے لیے خود مجموعہ مکاتیب کا مطالعہ کرنا چاہیے، یہ مجموعہ ایک سو چھیاسٹھ مکاتیب اور اٹھانوے صفحات پر مشتمل ہے، جسے حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے مطبع صبح صادق پریس سیتا پور میں طبع کرا کے دارالاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ سے شائع کیا، حضرت سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن ملقب بہ شاہجی میاں قدس سرہ العزیز کے یہ گراں قدر مکاتیب نہ صرف ان کی دینی غیرت، علمی بصیرت اور حق پسندی کا مظہر ہیں بلکہ ان کے ذریعے امت مسلمہ کو مسائل دینیہ میں اعتدال، تحمل اور دلیل و برہان سے کام لینے کی راہنمائی بھی ملتی ہے، ان کا اسلوب، مکتوب نگاری کے میدان میں ایک روشن مثال ہے جس سے آج بھی اہلِ علم و دین کو سیکھنے کی ضرورت ہے، ان مکاتیب کا مطالعہ محض علمی نہیں بلکہ روحانی واخلاقی تربیت کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

◆◆◆

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

تیسری اور آخری قسط

(از: علامہ سید اولاد رسول قدسی*)

علم! اہمیت و افادیت

اسلامیات

گزشتہ سے پیوستہ

یہ بات ذہن نشیں رہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین روایتِ حدیث کے سلسلے میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اگر کوئی صحابی نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتے تو انھیں اپنی قوت حافظہ پر مکمل اعتماد ہونے کے باوجود اس وقت تک روایت نہیں کرتے جب تک کوئی دوسرے سامع سے اس حدیث کی سماعت کی توثیق و تصدیق نہیں کر لیتے، تاریخ میں ایسے سیکڑوں واقعات موجود ہیں جو حضرات صحابۂ کرام کی روایتِ حدیث کے اہتمام و احتیاط کا خطبہ پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اب آیئے میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتِ حدیث اور ذوقِ علم سے متعلق احتیاط بھرا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا ”جو کسی رسوائی پر مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا“ یہ حدیث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اچھی طرح یاد تھی اور انھوں نے بذاتِ خود براہِ راست سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زبان سے سماعت فرمائی تھی مگر اس کے باوجود آپ اس حدیث کی روایت سے پہلے تگ و دو کرنے لگے اور صحابۂ کرام سے استفسار کرنے لگے کہ کسی اور نے یہ حدیث سنی ہے یا نہیں، جستجوئے بسیار کے بعد آپ کو مدینۂ منورہ میں کوئی ایک بھی صحابی نہ ملے جو یہ پورے وثوق کے ساتھ کہ سکیں کہ ہاں میں نے بھی یہ حدیث نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ مگر ایک دن آپ کو باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ جو حدیث آپ نے سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنی ہے اس کے سننے والے حضرت عقبہ بن عامر بھی ہیں۔ جب یہ پتہ چلا تو آپ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا، فرحت و انبساط سے آپ کے دل کی کلیاں کھل اٹھیں، آپ کی مسرت و شادمانی کی اہم وجہ یہ تھی کہ اب آپ یہ برملا کہہ سکیں گے کہ جو حدیث میں نے سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے فقط میں نے ہی نہیں بلکہ دوسرے صحابی رسول جناب عقبہ بن عامر نے بھی سنی ہے، مگر مسئلہ یہ تھا کہ حضرت عقبہ بن عامر ان دنوں مدینہ پاک میں قیام پذیر نہیں تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب اسلام بیرون عرب یعنی مصر، شام، روم اور ایران جیسے ممالک میں پھیلنے لگا اور جب یہ ممالک حکومت اسلامیہ کے دائرے میں آ گئے تو کئی ایک صحابہ کرام ان ممالک میں انتقال مکانی کر گئے۔ ان میں سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے حضرت عقبہ بن عامر نے مصر میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کبرسنی میں اس زمانے کے مشقت خیز اور صبر آزما سفر کے باوجود مصر کے لیے پابہ رکاب ہو گئے، صرف اور صرف حدیث پاک کی تصدیق کے لیے، اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور مقصد نہیں تھا جیسا کہ امیر مصر اور حضرت عقبہ بن عامر کے مابین آپ کے مکالمہ سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت حافظ نیشاپوری فرماتے ہیں کہ آپ جب امیر مصر کے پاس پہنچے تو انہوں نے عمر رسیدہ صحابی رسول کو گرد و غبار سے اٹا ہوا دیکھ کر علیک سلیک کے بعد متحیر ہو کر پوچھا ”ماجاء بک یا ابا ایوب“، یعنی اے ابوایوب! اس قدر دور دراز مشقت خیز سفر کے بعد یہاں کیسے آنا ہوا۔

آپ نے بلا تمہید سیدھے فرمایا کہ مجھے عقبہ بن عامر کے دولت کدے تک پہنچا دیجیے مجھے ان سے ایک حدیث کی تصدیق

*مضمون نگار کیلی فورنیا امریکہ میں مقیم اہل سنت معروف قلم کار اور نقاد ہیں۔

کرنی ہے۔بس اس مقصد کے لیے میں نے مدینہ پاک سے اتنا طویل سفر کیا ہے کیوں کہ مجھے یہ پتا چلا ہے کہ جناب عقبہ بن عامر بھی اس حدیث کے سامع ہیں۔ یہ سن کر امیر مصر کی جہاں حیرت کی انتہا نہ رہی وہیں وہ آپ کے جذبۂ علم کی سرشاری پر وارفتہ ہوگئے۔امیر مصر نے فوراً آپ کو حضرت عقبہ بن عامر کے دولت کدے تک پہنچانے کا انتظام کیا۔

اسی طرح جب آپ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے بھی امیر مصر کی طرح آپ کو اچانک دیکھتے ہی متعجب ہو کر یہی فرمایا ''ماجاء بک یا ابا ایوب''،یعنی اے ابوایوب اتنے طویل اور دشوار کن سفر کے بعد یہاں کیسے آپ کی تشریف آوری ہوئی، آپ نے بڑے واضح انداز میں اپنے آنے کا مقصد یوں بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث ''جو کسی رسوائی کی بات پر مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا''رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کیا تمھیں بھی اس کی سماعت حاصل ہے۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ جواباً ارشاد فرمایا ہاں ہاں آپ بالکل درست فرمارہے ہیں میں نے بھی یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوں ہی اس حدیث کی سماعت کی تصدیق کردی آپ نے فوراً انھیں اللہ حافظ کہا اور اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ واپس ہوگئے، ہر چند کہ حضرت عقبہ بن عامر نے انھیں بہت روکا اور خاطر ومدارات کی کوشش کی مگر آپ نے فرمایا کہ میں جس عظیم مقصد کے لئے آیا تھا اس کی بفضلہٖ تعالیٰ تکمیل ہوگئی لہٰذا میں پھر دیارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔

سابق صفحات میں علمِ دین اور علما دین کی فضیلتیں کتاب و سنت کی روشنی میں باالاختصار آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ احادیث نبویہ میں علما کے جو بھی فضائل بیان کیے گئے ہیں ان علما سے مراد علما حق ہیں نہ کہ علما باطل، بلفظ دیگر علما خیر ہیں نہ کہ علما سو یعنی وہ علما جو کتمان حق کرتے ہیں یا ضلالت کی اشاعت میں شب وروز سرگرم عمل ہیں یا وہ حق سے بغاوت کر کے سوادِ اعظم سے کٹے ہوئے ہیں اور جن کی تقریر وتحریر کی بنیاد پر سادہ لوح مسلمان گمراہی کی دلدل میں پھنستے جارہے ہیں ان کا تعلق قطعی طور پر فضائل والی احادیث سے نہیں ہے۔

اللہ کے محبوب دانائے غیوب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علمائے سو سے جہاں ہمیں متنبہ کیا ہے وہیں ان کی مذمت بھی کی ہے، جیسا کہ حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث دارمی اور مشکوۃ میں یوں مذکور ہے''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بدتر علمائے سو ہیں اور اچھوں میں سب سے بہتر علمائے حق ہیں۔'' اگر محض علم ہی کا اعتبار ہوتا تو پھر ابلیس جیسا معلم الملائکہ حضرت آدم علیہ السلام سے خود کو بہتر بتانے والا بھی انسانوں کا مقتدا بن جاتا لیکن وہ مقتدا کیا بنتا اسے قیامت تک کے لیے ملعون ومردود قرار دے دیا گیا جیسا کہ سورہ بقرہ میں رب قدیر نے فرمایا ''انکار کیا، تکبر کیا وہ کافروں میں سے ہوگیا'' اس طرح سورہ ص میں فرمایا کہ تو جنت سے نکل جا کہ تو لعنت کیا گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت قیامت تک ہے''۔معلوم ہوا کہ وہ عالم جو حق پر قائم ہو اور اوروں کو حق پر قائم رکھنے کی جدوجہد کرے بلا شبہ اس کی ذات قابل قدر ہونے کے پہلو بہ پہلو خداوند قدوس کی ایک عظیم نعمت سے کم نہیں۔

ممکن ہے کہ پردہ ذہن سے یہ سوال ٹکرائے کہ اخیر کچھ لوگ علم حاصل کرنے کے بعد بھی بے راہ روی کے شکار اور فتنہ و فساد کے خوگر کیسے ہو جاتے ہیں تو واضح رہے یہ قصور علم کا نہیں بلکہ ایسے کم نصیب لوگوں کے عقائد شنیعہ اور افعال قبیحہ کا ہے۔اس سلسلے میں قرآن مقدس نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ قرآن مقدس پڑھ کر لوگ گمراہ بھی ہوں گے اور ہدایت یافتہ بھی معاذ اللہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قرآن باعث ہدایت ہونے کے ساتھ ساتھ وجہ ضلالت بھی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان قرآن کا علم حاصل کر کے غلط روی کا شکار ہو جائے، قرآن مقدس کے فرمودات پر عمل نہ کرے، قرآن مقدس کی آیات کا

غلط ترجمہ ومفہوم بیان کرے، قرآن مقدس کی آیتوں کا اپنی طبیعت اوراپنی عقل وفہم کے اعتبار سے مطالب بیان کرے تو ایسی صورت میں یہ اس شخص کا ذہنی فتور اور عقلی قصور ہے نہ کہ قرآنِ مقدس اس کا ذمہ دار ہے۔

سورۂ بقرہ کی ایک سو چھیالیسویں آیت میں علما یہود کے حق میں رب کائنات نے فرمایا ''یہ خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسے پہچانتے ہیں جیسا کہ یہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں'' مگر اس کے باوجود انھیں اہل حق نہیں کہا گیا بلکہ اس کے برخلاف رب قدیر نے انھیں نصاریٰ سے بھی بدتر قرار دیا ہر چند کہ نصاری اللہ کے لیے بیٹا بھی مانتے تھے اور تثلیث کے بھی قائل تھے۔اس کی صرف اورصرف وجہ یہ تھی کہ علما یہود دنیاوی منفعت کی خاطر کتمان حق کرتے تھے اور دانستہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔

لہٰذا کسی عالم کی اتباع واقتدا سے پہلے اچھی طرح تجزیہ کرلیا جائے کہ آیا وہ صاحب ایمان اور صحیح العقیدہ ہے یا نہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں بدمذہب سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے وہیں دور رہنے کی وجہیں بھی بتائی ہیں جیسا کہ مسلم شریف کے اندر آپ کا فرمانِ عالی شان یوں جلوہ فشاں ہے کہ بدمذہب سے دور رہو اور انھیں اپنے قریب نہ آنے دو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آخری زمانے میں فریب کاروں اور کذابوں کی ٹولیاں ہوں گی جو تمھارے سامنے ایسی باتیں لائیں گی کہ جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ داداؤں نے۔

آج آپ اپنے گرد ونواح کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ کس کس انداز سے لوگ علم کی آڑ میں گمراہی پھیلا رہے ہیں اور ایسی ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو واقعی ہم نے یہ باتیں سنیں اور نہ ہمارے آباد واجداد نے، جو بات قرآن مقدس میں نہیں ہوتی اسے قرآنی آیت کہہ کر جس بات کا تعلق حدیث سے نہیں ہوتا اسے حدیث صحیح کہہ کر پیش کردیا جاتا ہے، جن امور سے متعلق قرآن وحدیث میں کوئی صریح احکام نہیں ملتے ان پر شرک وحرام کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔دورِ حاضر میں صورتِ حال اس قدر مخدوش ہوگئی ہے کہ روز بروز نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔باطلعقیدہ متعارف کرایا جارہا ہے۔قرآن حدیث کے مطالب کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جارہا ہے، ہمارے سینوں سے رسولِ گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو (جو اصل ایمان ہے) نکالنے پر زور آزمائی کی جارہی ہے نتیجتاً ہر طرف افتراق وانتشار بڑھتا جارہا ہے اور علم کی قدر و منزلت گھٹتی جارہی ہے۔

مذکورہ احادیث آیات کی روشنی میں یہ بات مہر نیم روز کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ فضیلت والی حدیثوں میں وہ علما داخل نہیں ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو صنم اکبر کہتے ہیں، آپ کے توسل کو شرک قرار دیتے ہیں، آپ کے علم غیب کو درندے اور بہائم سے تشبیہ دیتے ہیں، نماز میں آپ کے خیال آنے کو مفسد نماز ٹھہراتے ہیں، آپ کے علم کے مقابلے میں شیطان کے علم کو زیادہ کہتے ہیں، آپ کی امت کو آپ سے عمل میں فزوں تر بتاتے ہیں، آپ کے بعد کسی اور نبی کے آنے پر بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا جیسا فاسد و کاسد قول کرتے ہیں، آپ کو مجبور محض مانتے ہوئے آپ کے اختیار کلی کا رانکار کر بیٹھتے ہیں، آپ کو اپنی طرح بشر سمجھتے ہیں، آپ کو مردہ اور مٹی میں مل گئے جیسا عقیدہ رکھتے ہیں۔العیاذ باللہ!

کوئی کتنا بھی علم وفن میں عبور و دسترس رکھتا ہوا گر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ادنیٰ سی گستاخی کا لفظ استعمال کرے خواہ تقریراً ہو تحریراً وہ یقیناً پیش کردہ فضیلت والی احادیث سے خارج ہے کیوں کہ جب اس کا ایمان ہی نہ رہا چہ جائیکہ وہ کسی فضیلت کا حامل ہو۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان مکاشفۃ القلوب کے اندر یوں درج ہے کہ آپ نے فرمایا علما سوکی مثال ایسی چٹان کی سی ہے جو نہر کے منہ پر گرگئی ہو نہ وہ خود سیراب ہوتی ہے اور نہ ہی وہ پانی کو راستہ دیتی ہے کہ اس سے کھیتیاں سیراب ہوں۔یہی وہ علما ہیں جن کی زبان تو عالم ہوتی ہے مگر ان کا دل اور عمل جاہل ہوتا ہے۔

''الترغیب والترہیب'' کی پہلی جلد میں حضرت فاروقِ اعظم

اسلامیات

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے علما کے بارے میں فرمایا کہ میں اس امت میں سب سے زیادہ منافق عالم سے خوف زدہ ہوں، لوگوں نے کہا منافق عالم کیسا ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی زبان عالم ہوتی ہے مگر اس کا دل اور عمل جاہل ہوتا ہے۔ انہیں وجوہات کی بنیاد پر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وسطور بالا میں گذرا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بدتر علمائے سو ہیں اور اچھوں میں سب سے بہتر علمائے حق ہیں ہیں۔ صحیح المسلم میں صراحۃً انتہائی عبرت ناک و درس خیز حدیث یوں مذکور ہے کہ علم (قرآن وحدیث) کو جاننا دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں علما حق اور علما سو کے مابین فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور علما حق سے استفادہ کا موقع فراہم کرے، شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، تھا اور تا قیامت رہے گا، جہاں رب کائنات نے سورہ یوسف میں اسے کھلا ہوا دشمن بتایا وہیں سورہ ص میں اس کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ انسان دشمنی کی وجہیں بھی بالتفصیل بتائیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا مگر ابلیس اس نے تکبر کیا اور وہ تھا ہی کافروں میں فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تجھے غرور آ گیا یا تو تھا ہی مغروروں میں بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا، فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا (لعنت کیا) گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک بولا اے مرے رب ایسا ہے تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں فرمایا تو مہلت والوں میں سے ہے اس جانے ہوئے وقت کے دن تک بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمرہ کر دوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں فرمایا تو سچ یہ ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں گے۔ (کنز الایمان)

جب سے شیطان ملعون بنا ہے اس وقت سے وہ اپنی انسان دشمنی میں شب و روز صبح مسا لمحہ لمحہ اور لحظہ لحظہ خود بھی مصروف کار اور سرگرم عمل ہے اور اپنی ساری ذریات کو اس مہم میں لگا رکھا ہے۔ کتب احادیث بتاتی ہیں کہ یہ انسانوں کی رگوں میں خون بن کر دوڑتا ہے اور دلوں میں پے در پے وسوسے ڈالتا ہی رہتا ہے۔

انسان کی نیکیاں اس کی آنکھوں مین نشتر بن کر چبھتی اور خاروں کی طرح کھلتی ہیں۔ وہ سب کچھ گوارا کر سکتا ہے لیکن کسی انسان کو خالق کائنات کی اطاعت کرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ جب وہ کسی انسان کو امورِ خیر کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جوں ہی انسان کارِ خیر کا ارادہ کرتا ہے وہ وسوسوں کا ایسا گہرا جال بچھاتا ہے کہ انسان اس کا شکار بن جاتا ہے اور اس کے دامِ فریب میں بری طرح پھنس جاتا ہے، پھر وہ شرانگیزیوں کے ایسے تانے بانے بنتا ہے کہ انسان اس کے اشاروں میں رقص کرتا رہتا ہے۔ وہ انسان کو گناہوں کی لذتوں سے ایسا آشنا کر دیتا ہے کہ انسان اپنے انجام کی پرواہ کیے بغیر گناہ پہ گناہ کرتا جاتا ہے پھر اسے نہ دنیا والوں کا کوئی ڈر ہوتا ہے اور نہ اپنی سوئے عاقبت کا کوئی خوف، بہ لفظِ دیگر یوں کہہ لیں کہ وہ گناہوں کے ارتکاب میں اس قدر جری بن جاتا ہے کہ پھر رفتہ رفتہ شیطان کی پیروی اس کی زندگی بن جاتی ہے نتیجتاً وہ خدا کو یکسر بھول جاتا ہے اور شیطان کے لیے خوشیوں کا سرمایہ فراہم کرتا ہے۔

یوں تو ہر گناہ سے شیطان کو بڑی مسرت حاصل ہوتی ہے، وہ خود بھی خوشیاں مناتا ہے اور اپنی ذریات کی کارکردگیوں کو خوب سراہتا بھی ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث یہ کہتی ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر میں بچھاتا ہے اور دوسری حدیث میں وقت کی تعین کے ساتھ یوں مذکور ہے کہ روزانہ عصر کے بعد شیطان سمندر میں اپنا تخت بچھاتا ہے اور جملہ شیاطین وہاں جمع ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم بتائیں کہ شیطان کو اپنی ذریات میں سے کس کی کارکردگی پر بے پناہ خوشی ہوتی ہے اور کس کی کارکردگی پر وہ تخت سے اچھل کر اسے گلے سے لگا لیتا ہے آیئے مذکورہ حدیث کی روشنی میں ایک انتہائی عبرت ناک واقعہ ملاحظہ کریں۔

ایک ولی کامل کی بارگاہ میں اس شخص کا ذکر چھڑ گیا جس کی

اسلامیات

ریاضت و کرامت کا بڑا شہرہ تھا اور وہ اپنے گونا گوں کمالات کا ادعا بھی کرتا تھا بالخصوص وہ یہ کہتا تھا کہ اسے بلا ناغہ ہر دن دیدارِ الٰہی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ ولی کامل نے لوگوں سے کہا کہ اگر اس شخص کو واقعی یہ اعزاز حاصل ہے تو اس کے دیدار سے ہمیں بھی مشرف ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس شخص کو بلایا جائے تاکہ ہم اس کا لائق صد تحسین کمال خود اس کی زبان سے سن کر اپنے ذوقِ سماعت کو نمو بخش سکیں اور اس کے اس کمال کا ادراک ہمیں بھی علی وجہ البصیرت ہو سکے، چنانچہ جب وہ شخص آیا اور اس سے ولی کامل نے اس کے مشہور کمال کی تصدیق چاہی تو وہ برملا کہنے لگا کہ جناب! یہ بالکل سچ ہے کہ میں روزانہ دیدارِ الٰہی سے بہرہ ور ہوتا ہوں۔ میرا خدا مجھ پر اتنا مہربان ہے کہ روز بعد عصر سمندر میں اس کا تخت بچھتا ہے اور اس پر وہ جلوہ فرما ہوتا ہے۔

یہ سن کر ولی کامل نے فوراً وہاں موجود ایک عالم دین سے فرمایا کہ ذرا وہ حدیث سنائیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان روزانہ عصر کے بعد اپنا تخت سمندر میں بچھاتا ہے۔ جوں ہی اس عالم دین نے حدیث رسول پڑھی تو اس شخص کی کیفیات دگرگوں ہو گئیں اور وہ انتہائی نادم ہوا، اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور یہ کہتا ہوا کہ حیف صد حیف اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا، اس کی عبادت کرتا رہا اور اس کو سجدے کرتا رہا جنگل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

واضح رہے کہ اس دنیا میں بیداری کی حالت میں سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی غیر ممکن نہیں بلکہ محال ہے، یہ صرف اور صرف ہمارے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرہ امتیاز وصف ہے کہ آپ نے بعد نزول وحی اور قبل ہجرت مدینہ رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ اپنی نورانی آنکھوں سے رب کائنات کا دیدار فرمایا۔ آپ کی معراج جسمانی سے متعلق علامہ زرقانی نے ایک دو نہیں بلکہ پینتالیس ۴۵ رصحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ اپنی تصنیف لطیف میں درج فرمائے ہیں جن سے معراج جسمانی والی حدیثیں مروی ہیں۔ علاوہ ازیں شفا شریف کی پہلی جلد میں مندرج ہے کہ جب رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آپ کی معراج جسمانی کے تعلق سے پوچھا گیا تو آپ نے بڑے والہانہ اور پرجوش انداز میں فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن ہم بنی ہاشم کہتے تھے اور کہتے رہیں گے کہ یقیناً رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب کائنات کے دیدار سے ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ شرف یاب ہوئے۔

ہاں بات یہ چل رہی تھی کہ روزانہ بعد نماز عصر ابلیس سمندر میں اپنا تخت بچھاتا ہے اور جملہ شیاطین وہاں جمع ہوتے ہیں، ابلیس لعین دیگر شیاطین سے پوچھتا ہے کہ یہ بتاؤ کہ تم میں سے کس نے آج کون سا کارنمایاں انجام دیا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے فلاں فلاں کو شراب پلائی تو کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنوں کو زنا جیسے فعل قبیح میں مبتلا کر دیا مگر جب کوئی شیطان یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں طالب علم کو آج مدرسہ جانے سے روک دیا اور اس کو حصول علم سے باز رکھا تو یہ سن کر ابلیس لعین مارے خوشی کے اپنے تخت سے اچھل پڑتا ہے اور اس کو اپنے سینے سے لگا کر انت انت یعنی تو نے بہت بڑا کام کیا تو نے بہت عظیم کارکردگی کا مظاہرہ کیا کہہ کر خوب شاباشی دیتا ہے، اس کی تعریف و توصیف میں آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک طالب علم کو علم سے باز رکھنے والے شیطان کی جب ابلیس نے پذیرائی کی اور اسے انعام و اکرام سے مالا مال کیا تو دیگر شیاطین کی تیوریاں چڑھ گئیں اور وہ بیک زبان اعتراض کرنے لگے کہ جناب یہ عجیب سی بات ہے۔ ہم نے بنی آدم کو اتنے بڑے بڑے گناہوں میں ملوث کیا مگر ہماری کوئی مدح و تحسین نہیں برخلاف اس کے آپ اسے انعام و اکرام سے نواز رہے ہیں جس نے ایک طالب علم کو مدرسہ جانے سے روک دیا جب کہ یہ کام ہمارے کاموں کے بالمقابل ہیچ نہیں بلکہ ہیچ تر ہے، ہم نے کتنا تگ و دو کیا، کس قدر مشقتیں کیں، کتنی مصیبتیں جھیلیں اور جانے کتنے پاپڑ بیلے تب جا کر انسانوں سے بد سے بدتر اور شرمناک گناہ کروائے مگر ہماری کوئی پذیرائی نہیں۔

شیاطین کے اس اعتراض پر کہ طالب علم کو مدرسہ جانے سے روکنے والے کو انعام کیوں دیا گیا ابلیس لعین نے کہا آپ حضرات

کواس قدر چراغ پا ہونے اور بپھرنے کی ضرورت نہیں ایسا کرو مجھے ایک ایسی جگہ کا نام بتاؤ جہاں بہت بڑا غیر عالم عابد رہتا ہوا اور ساتھ ساتھ ایک عالم دین بھی۔ شیاطین کی ایسی جگہ کی نشاندہی پر ابلیس ان سب کو ساتھ لے اس مقام پر پہنچا، وہ وقت قبل طلوع آفتاب یعنی فجر کا وقت تھا، ابلیس بشکل انسان مع دیگر شیاطین اس چوراہے پر کھڑا ہوگیا جہاں سے نمازی نمازِ فجر کی ادائیگی کے لیے مسجد جایا کرتے تھے۔ معاً اس علاقے کے ایک غیر عالم عابد کو تہجد کی نماز سے فارغ ہوکر نمازِ فجر کے لیے بڑی تیزی کے ساتھ مسجد کی جانب جاتا ہوا دیکھا تو ابلیس اس کی راہ میں حائل ہوگیا، علیک سلیک کے بعد ابلیس کہنے لگا کہ جناب والا! بڑے دنوں سے ایک مسئلہ درپیش ہے اور اس کے حل کے لیے میں بے حد متردد ہوں سوچا کہ آپ سے دریافت کرلوں تاکہ مجھے ذہنی تسکین فراہم ہوجائے اور میرے تردد وتشویش کا خاتمہ بھی ہوجائے۔ عابد نے کہا جلدی سے پوچھیں کیوں کہ مجھے نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد پہنچنا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کے چکر میں مجھے تاخیر ہوجائے۔ ابلیس نے جواباً کہا حضور والا! آپ قطعی گھبرائیں نہیں میرا کوئی لمبا چوڑا سوال نہیں ہے جو آپ کی تاخیر کا باعث بنے بس ایک انتہائی چھوٹا سا سوال ہے اگر آپ اس کا جواب مرحمت فرمادیں تو میرا ذہنی خلجان دور ہوجائے۔ عابد نے کہا اچھا بھئی! ٹھیک ہے پہیلی نہ بجھایئے پوچھیے تو سہی۔

ابلیس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی عابد یہ دیکھ کر برہم ہوکر کہنے لگا یہ کیا کررہے ہیں آپ شیشی کیوں نکال رہے ہیں۔ سوال پوچھنا ہے تو پوچھیے ورنہ میں چلا خواہ مخواہ آپ میرا وقت برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حد ہوگئی میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میں مسجد کی جانب پابہ رکاب ہوں مجھے فجر کی نماز پڑھنی ہے اور یہ آپ ہیں کہ تاخیر پر تاخیر کرتے جارہے ہیں۔ یہ شیشی نکالنے کا کیا مطلب ہے۔ اخیر آپ کا مقصد کیا ہے، بڑے عجیب وغریب انسان لگ رہے ہیں آپ، خود تو مسجد جا نہیں رہے اور مجھے روکے جارہے ہیں۔ آپ کو نماز کی فکر ہو یا نہ ہو مجھے اس سے کیا مطلب آپ جانیں آپ کا کام جانے مگر مجھے تو جانے دو، میرا راستہ چھوڑو۔ بلاوجہ مجھے روک رکھا ہے۔ آپ کو معلوم ہے میں نماز باجماعت کا ایسا پابند ہوں کہ کبھی مجھ سے تکبیر اولیٰ بھی فوت نہیں ہوئی، ابلیس نے بڑے اطمینان سے کہا جناب! غصہ نہ کیجیے، اپنی جان کے اس طرح دشمن نہ بنیے دراصل میرے سوال کا تعلق اسی شیشی سے ہے۔ اس لیے میں نے شیشی جیب سے نکالی ہے۔ میرا کوئی اور مقصد نہیں۔ خیر جانے دیجیے آمدم برسر مطلب بات یہ ہے کہ ذرا مجھے آپ یہ بتائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے یا نہیں، عابد نے کہا عجیب بات کرتے ہو یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے، بلاشبہ وہ قادر مطلق ہے۔ ہر مسلمان کا یہ بنیادی عقیدہ ہے۔

اچھا جناب! اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا خداوند قدوس اس بات پر قادر ہے کہ تمام زمین وآسمان کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے، سوال سن کر تھوڑی دیر عابد سوچوں میں غلطاں ہوگیا پھر کہنے لگا کہ آپ بڑی انہونی بات کررہے ہیں، کہاں اتنی بڑی پھیلی ہوئی زمین کہاں اتنا وسیع آسمان پھر اس پر مستزاد یہ کہ ان دونوں کے سات طبق اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی یہ کیسے ممکن ہے، اتنا سنتے ہی ابلیس نے کہا بس حضرت آپ کا بہت بہت شکریہ ہم آپ کے بڑے ممنون کرم ہیں کہ آپ نے ہمارے مسئلے کے حل کے لیے اپنا گراں قدر وقت نکالا اب آپ جاسکتے ہیں۔

جوں ہی عابد وہاں سے گیا ابلیس نے اپنی ذریات سے بڑے فخریہ انداز میں کہنے لگا کہ دیکھا ہمارا کمال کیسے ہم نے آن کی آن میں اس عابد کو ایمان سے پیدل کردیا۔ اب اس کا ایمان بالکلیہ ختم ہوگیا۔ جب وہ قدرتِ الٰہی کا صراحۃً انکار کر بیٹھا تو اب اس کا ایمان کس کام کا رہا اور نہ اس کی کوئی عبادت لائق اعتنا رہی، اس کے سارے نیک اعمال اکارت چلے گئے۔ اس کے ایک ہی انکار نے اسے مستحق نار بنادیا، اب وہ کفر کی تیرہ وتار وادی میں ہراساں گھومتا رہے گا۔

ابلیس کی ذریات کہنے لگی آقا آپ کا یہ اقدام یقیناً قابلِ صد تحسین ہے اور بلاشبہ آپ کا کارنامہ اپنی مثال آپ ہے کہ آپ نے چشم زدن میں ایک مسلمان کو کفر کے عمیق غار میں ڈال دیا مگر اس سے ہمارے اعتراض کے جواب کا دور سے بھی واسطہ نہیں۔

آپ تو ہمیں لائے تھے اطمینان بخش جواب دے کر ہمارے اعتراض کا قلعہ قمع کریں گے مگر ہمارا اعتراض اب بھی جوں کا توں موجود ہے برائے کرم ہمیں وہ قابل قبول سبب بتائیں کہ جس کی بنیاد پر آپ نے ایک طالب علم کو علم سے باز رکھنے والے کی پذیرائی کی اور اسے داد و دہش سے خوب نوازا، ہم نے اتنے بڑے بڑے گناہ کروائے مگر ہماری کوئی ستائش نہیں۔ ابلیس ایک لمبی سانس لیتے ہوئے بولا کہ میرے بچو! ذرا دھیرج رکھو تھوڑی ہی دیر کے بعد تمھیں اپنے اعتراض کا شافی و دافی جواب مل جائے گا اتنا کہہ کر اس نے اس سڑک کی جانب اپنی نگاہیں مرکوز کر دیں جو سیدھے مسجد کی طرف جاتی تھی۔ ذریات بول پڑیں کہ حیرت ہے کہ آپ ہمیں جواب دینے کے بجائے سڑک کی جانب ہی یکلخت دیکھے جا رہے ہیں۔ اخیر اس کی وجہ کیا ہے؟ ابلیس نے کہا تمھیں یاد ہوگا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے ایسے مقام پر لے چلو جہاں ایک غیر عالم عابد اور ایک عالم رہتے ہوں۔ سب نے کہاں ہاں ہاں ہمیں اچھی طرح یاد ہے آپ نے کہا تھا اور ہم سب آپ کی اطاعت شعاری کے جذبے سے سرشار ہو کر آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ کو ایسے ہی مقام پر لائے ہیں تبھی تو آپ کی اس غیر عالم عابد سے ملاقات ہو سکی اور آپ نے اسے کفر کا خوب مزہ چکھایا۔ واقعی آپ کا کوئی جواب نہیں۔

آپ کی شاطرانہ چال کے سامنے بھلا کس کی مجال کہ پل بھر کے لیے ٹھہر سکے۔ ابلیس اپنی تعریفیں سن کر خوب پھولتا جا رہا تھا اور اس کے غرور و تکبر کا نشہ بڑھتا جا رہا تھا۔ ابلیس نے کہا اب تم نے صحیح سمجھا، تم میری قابل فخر اولاد ہو، تم پہ مجھے بے حد ناز ہے، تم میرے کمالات کو نہ سمجھو گے تو اور کون سمجھے گا۔ بس اور تھوڑی ہی دیر کی بات ہے، صبر کا دامن تھامے رہو، ہم تو غیر عالم عابد سے مل چکے، اب ہم عالم کی راہ دیکھ رہے ہیں بس اس کی آمد کا ہمیں انتظار ہے، اس کے آتے ہی تمھیں تمہارے اعتراض کا ایسا معقول جواب مل جائے گا کہ پھر کبھی تمہارے پردہ ذہن سے ایسا اعتراض ٹکرائے گا ہی نہیں، ابھی باتیں چل ہی رہی تھیں کہ معاً ابلیس اچھل پڑا اور کرخت آواز سے کہنے لگا وہ دیکھو عالم دین بڑی برق رفتاری کے ساتھ آ رہا ہے کیوں کہ نماز فجر کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے اور آفتاب بھی طلوع ہونے کے لیے اپنا پر تول رہا ہے۔

ابلیس بڑی تیزی کے ساتھ عالم دین کے پاس پہنچ کر ان کا راستہ روکا اور کہنے لگا جناب! آپ سے ایک اہم سوال کرنا ہے اس کا جواب دے دیں بڑی کرم فرمائی ہوگی کیوں کہ یہ مسئلہ ہمارے لیے وبال جان بنا ہوا ہے۔ اس کا حل آپ ہی بتا سکتے ہیں ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو وسعت علم سے نوازا ہے اور آپ بڑے ہی ذی استعداد و باصلاحیت ہیں، عالم دین نے جواباً فرمایا کہ ٹھیک ہے جلدی سے بتاؤ کون سا مسئلہ ہے! مجھے نماز فجر میں دیر نہ ہو جائے کیوں کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ ابلیس نے اپنے ہاتھ میں چھوٹی سی شیشی لی من و عن وہی سوال پیش کیا جسے وہ غیر عالم عابد سے پوچھ چکا تھا۔ سوال سنتے ہی عالم دین کا چہرہ انار کے دانے کی طرح سرخ ہو گیا اور انھوں نے بے حد غضب ناک لہجے میں لاحول کی صدائیں بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ کم بخت تو ابلیس لعین معلوم ہوتا ہے یہ تیرا کیسا سوال ہے ارے رے نابکار! تجھے معلوم نہیں کہ میرا خدا قادر مطلق ہے، یہ زمین یہ آسمان کیا ایسے کروڑوں زمین و آسمان بھی ہوں تو اس چھوٹی سی شیشی کی بھلا تخصص کیا وہ انھیں سوئی کے ناکے کے اندر بھی سمو سکتا ہے۔ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا رب کائنات نے بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے۔ ''بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

عالم دین کے جانے کے بعد ابلیس نے اپنی ذریات سے پوچھا اب بتاؤ تمھیں تمہارے اعتراض کا جواب مل گیا یا نہیں۔ انھوں نے کہا ہم نے تو کچھ بھی نہیں سمجھا، برائے کرم ہمیں صراحۃً! بتائیں تا کہ یہ گتھی سلجھ سکے، ابلیس نے کہا میری بات بغور سنو۔ وہ عابد جو پنج وقتہ نماز باجماعت کا پابند، تہجد گزار اور اپنے زہد و تقویٰ پر بڑا ناز کرتا تھا مگر پل بھر میں قدرت خداوندی کا انکار کر کے کافر ہو گیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ علم دین سے بے بہرہ تھا یعنی عالم دین نہ تھا مگر چونکہ یہ شخص باضابطہ مستند عالم تھا اور علم دین کے رموز و اسرار سے اچھی طرح واقف تھا اس لیے یہ ہمارے مکر کے جال میں پھنس نہ سکا اور ہم اسے پھنسانے پر کامیاب نہ ہو سکے، یہ ہے

علم دین کی برکت۔

میرے بچو! اب تم نے سمجھ لیا کہ ہم نے ایک طالب علم کو مدرسہ جانے سے روکنے والے کو انعام کیوں دیا۔ تمہاری یہ محنتیں اور کاوشیں کہ تم نے انسانوں سے بڑے بڑے گناہ کرائے، شرابیں پلائیں، زنا کا مرتکب بنایا، قتل وغارت گری میں ملوث کیا یقیناً قابل قدر ہیں لیکن تم اس کا تقابل نہیں کر سکتے کیوں کہ اگر وہ بچہ مدرسہ جا کر علم دین حاصل کر کے عالم بن جاتا تو پھر ہمارے دام فریب میں نہیں آ سکتا تھا۔ ابلیس لعین کے دلائل سننے کے بعد اس کی معترض ساری ذریات سرنگوں ہو کر رہ گئی۔

سچ فرمایا یارسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے: ایک فقیہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔" اب ہم اپنا مختصر مقالہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس مایۂ ناز حدیث پر تشنہ تکمیل چھوڑتے ہیں:

صبح کر اس حالت میں کہ خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو علم دین کے حصول کا جذبہ بیکراں عطا فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۴۰ رکا بقیہ ....

شیطانی محبد داپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ حق و باطل کو ایک کرنے والا چورن بیچ رہا ہے جسے سنجیدہ زبان میں "صلح کلیت" کہا جا سکتا ہے، بہر حال آپ تاحین حیات بشمول منہاجیت و سراویت تمام فتنوں کے خلاف سد سکندری باندھتے رہے اور اسلامی افکار و نظریات کے خلاف پنپنے والے تمام ہفوات و بکواس کا مدلل و محقق اور دندان شکن جواب دیا اور اپنے دور کے فتنوں کی سرکوبی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، آپ لوگوں کو یہی بتاتے رہے ؎

صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!
سنی مسلم ہے سچا نبی کے لیے

آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل میں کبھی کسی کا چہرہ دیکھ کر بات نہیں کی، جو کہا بانگ دہل کہا، ایسے فتنہ پروری کے دور میں اپنے مشن کا کھلا پر چارو پرسار کرنا اپنے آپ میں ایک شیر دل اور مرد بہادر کا کام ہے، اللہ کے حکم وعطا سے آپ نے کر دکھایا، آپ نے ان تمام فتنوں کی سرکوبی کے لیے سختی کے ساتھ اپنے مشن کو قوم کے سامنے رکھا اور اس مشن پر گامزن رہنے کی دعوت دی جسے ہمارے زمانے میں بطور نشان "مسلک اعلیٰ حضرت" کہا جاتا ہے، یہ اسلاف کی تعلیمات سے ہٹ کر کوئی نیا اور جدید مشن نہیں بلکہ اس دور پر فتن میں اسلاف کرام کے مشن کی عمدہ ترجمانی ہے، چناں چہ حضور تاج الشریعہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں: ؎

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
ایک پہچان دین نبی کے لیے
مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

◆◆◆

ص ۴۵ رکا بقیہ ....

ہو کر گر پڑی اور میں (اس کو اسی حال میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور میں نے (تأسفاً) دل میں کہا کہ میں فتوی دوں؟ حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں (یعنی انہیں اپنی اس جرأت پر افسوس ہوا)

صبح ہوئی پھر میں خدمت اقدس میں پہنچا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! گذشتہ رات مجھ سے ایک عورت نے ایسی صورت حال کے بارے فتوی پوچھا اور میں نے اس کو ایسا جواب دے دیا (اب میرے لئے کیا حکم ہے؟)

حدیث شریف: حضور نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! بخدا تو خود ہلاک ہوا، اور اسے بھی ہلاکت میں ڈالا۔

"این کنت یا ابا هريرة عن هذه الآية۔ ارے ابو ہریرہ! اس آیت سے تو کہاں غافل ہے؟ (اللہ فرماتا ہے): وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ۔ (الیٰ ان قال) وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيماً۔ [سورۂ فرقان-۶۸،۶۹،۷۰]

.... جاری ◄■

از: حافظ افتخار احمد قادری*

شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حسن قدس سرہ کی علمی جدوجہد

خانقاہِ برکاتیہ نے ایسے ایسے گُہرآب دار ودرتاب دار پیدا کئے جن سے اشاعت اسلام کے ساتھ ہی سلسلہ قادریہ میں بھی خوب خوب توسیع ہوئی، وابستگان خانقاہ برکاتیہ نے ہر دور میں خلق خدا کی راہِ حق کی طرف رہنمائی کی، تصنیف وتالیف اور درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حضرت شاہ آل رسول مارہروی (جن کا سلسلہ علم حدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے جا ملتا ہے) نے علم دین کی اشاعت کے لئے بہت ہی فعال کردار ادا کیا۔ نیز حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی کا نام بھی اس خصوص میں اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کی تصانیف نے ایسے دور میں جب کہ ملک پر انگریز قابض تھے، اسلامی مدارس اور خانقاہیں زوال سے دوچار تھیں اس وقت آپ نے مسلمانوں کی حوصلہ مند قیادت فرمائی۔ انہیں دوشخصیات کے پروردہ تھے امام احمد رضا خان قادری بریلوی جن کے علوم وفنون سے پورا عالم اسلام استفادہ کررہا ہے، جن کی تصانیف میں غزالی وسیوطی کے دقائق اور سرکار غوث اعظم کے عرفان کی تجلیاں جلوہ ریز ہیں۔

تاجدارِ مسند برکاتیہ، زینت سجادہ غوثیہ قادریہ، سدی وسندی ومرشدی ومولائی مولانا حافظ وقاری سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن ملقب بہ شاہجی میاں قدس سرہ العزیز نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ کو مزید عروج عطا فرمایا، آپ نے اپنے مکاتیب (مفاوضات طیبہ) کے ذریعے صوفیانہ اقدار کو نئی زندگی دی، مکاتیب (مفاوضات طیبہ) میں اصلاح وفلاح کا دستور العمل مستور ہے، مجدد برکاتیت حضرت شاہ جی میاں خاندان برکات کے نامور فرزند، سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے بافیض شیخ طریقت اور دین متین کے بے لوث خادم تھے، آپ کی پوری زندگی مشائخ برکاتیہ کی روایات کے تحفظ اور دین متین کی خدمت میں گزری۔

علمی ذوق مشائخ مارہرہ مطہرہ کی وراثت رہی ہے یہی سبب ہے کہ اس خانقاہ میں بزرگوں کے دیگر نوادرات کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان قدیم کتب خانہ بھی ہے، حضرت شاہجی میاں کو بھی علمی ذوق ورثے میں ملا تھا، آپ نے نہ صرف یہ کہ خود ہی علوم و فنون کی تحصیل کی بلکہ اقارب کی خاصی تعداد کو زیور علم سے آراستہ کیا، آپ نے بزرگوں کے جمع کردہ نادر اور قدیم کتب خانے کو سنبھال کے رکھا اور اسے اگلی نسلوں کے حوالے کیا، اس قدیم کتب خانے میں حضرت سید شاہ محمد حمزہ عینی قدس سرہ کے زمانے میں سولہ ہزار کتابیں تھیں۔ حضرت شاہجی میاں قدس سرہ العزیز کے زمانے میں بعض افراد کی بے توجہی سے یہ عظیم الشان علمی سرمایہ ضائع ہونے لگا تو آپ نے اسے بچا رکھنے کے لئے بہت کوششیں فرمائیں، پوری تفصیل حضرت تاج العلماء علیہ الرحمہ کے قلم فیض رقم سے ملاحظہ فرمائیں:

> ”کتب خانہ خاندانی عام بعد وصال حضور ستھرے صاحب قدس سرہ مشترک رہا تھا، چونکہ وہ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کے گھر ہی رہتا تھا، لہٰذا! وہیں بعد کو کتابیں تلف ہوگئیں اور بعض شاید اب بھی نذر کرم خوردگی ہو رہی ہیں، مگر کتب خانہ خاص جس میں اپنے اسلاف کرام اور دیگر بزرگانِ عظام کے ملفوظات ومکتوبات ودیگر مصنفات اور اسی قسم کی کئی نوادر وکتب ادعیہ ووظائف ودیگر علوم دینیہ تھیں، وہ حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہ نے اپنے خاص محبوب صاحبزادہ حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہ کو عنایت فرمایا تھا۔

حضرت کے بعد وصال وہ ان کے اخلاف کے قبضہ میں آیا اور بے توجہی سے تلف ہونے کی نوبت پہنچی، یہ دیکھ کر

حضرت قبلہ وکعبہ نے سید شاہ نور احمد صاحب وسید شاہ حسین حمزہ صاحب سے جو اس وقت اس پر قابض تھے، اسے حاصل کر لینا چاہا مگر انہوں نے اس سے سختی سے انکار کیا یہاں تک کہا کہ اگر ہر کتاب ہم وزن روپیہ اور اشرفی دو گے جب بھی ہم نہ دیں گے، ناچار حضرت خاموش ہو رہے، شب میں عالم واقعہ میں اپنے مرشد حضرت سید شاہ امیر عالم قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت نے بغایت عنایت فرمایا جس کا محصل یہ تھا کہ تو کیوں رنجیدہ ہوتا ہے؟ میں نے تمام برکات واسرار خاندانی تجھ کو عطا فرمائے اور یہ کتابیں بھی تجھے عنایت کیں، صبح کو ان صاحبوں نے خود اپنی خوشی سے وہ سب کتابیں مع دو چھریوں کے جو حرز یمانی شریف پڑھنے کی ہیں اور گمان ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ آل محمد قدس سرہ نے ان پر سیفی پڑھی ہے، حضرت والد ماجد قبلہ کے ہاتھ بقیمت زرنقد فروخت کر دیئے۔

کاشف الاستار شریف جو خاص دست وقلم مبارک حضرت مصنف جدی سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہ کی تحریر فرمودہ اور اس وقت سے برابر حضور اچھے میاں صاحب وحضرت ستھرے میاں وحضرت امیر عالم و دیگر اکابر خاندان کے زیر نظر رہی ہے اور جو رموز واسرار خاندانی کا خزینہ اور خانوادہ عالیہ برکاتیہ کا دستور العمل ہے اور نوادر اشیا میں سے جو حضرت قبلہ وکعبہ کے پاس ہیں مرقع تصاویر بزرگان دین ہے جو علاوہ اس خصوصیت کے کہ اس میں اکابر بزرگان دین سے دین مثل حضرت سلطان بغداد وخواجہ اجمیر وحضرت بابا گنج شکر وحضرت محبوب الٰہی و خواجہ حافظ شیرازی وحضرت با سعدی شیرازی ومولانا خسرو ومولانا جامی ورومی و دیگر کثیر مشاہیر اکابر کی تصاویر ہیں، مشرقی فن تصویر کشی کا بھی ایک بہت قیمتی ذخیرہ ہے۔

یہ سب کتابیں اور ان کے علاوہ جو اور حضرت والد ماجد قبلہ وکعبہ نے دوسرے ذرائع ومواقع سے حاصل فرمائیں سب حضرت نے عرصہ ہوا اس فقیر راقم الحروف کو عطا فرمادی ہیں اور خود فقیر نے بھی ان پر صدہا کتب ورسائل تفسیر وحدیث وفقہ وتصوف ومنطق وفلسفہ وکلام ومباحثہ ومناظرہ ونحو وصرف وغیرہ کا اضافہ کیا ہے، مولیٰ تعالیٰ ان سب کے فوائد سے مجھے دارین میں مستمتع فرمائے آمین۔‘‘ (تاریخ خاندان برکات: ۶۲ تا ۶۴)

تاجدارِ مسند برکاتیہ شاہجی میاں نے دین وعلم کی متنوع خدمات انجام دیں، تدریس تبلیغ وتصنیف، ارشاد وہدایت، خدمت خلق سبھی شعبے آپ کی توجہ سے سرفراز رہے، تدریس کا سلسلہ اپنے خانقاہی مدرسے میں رہا، دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے، مسند غوثیہ برکاتیہ سے ایک عالم کو قادری برکاتی جام پلائے اور اپنی دعاؤں تعویذات اور سچی سیدھی راہنمائیوں اور شفیقانہ غم گساریوں سے خلق خدا کے درد وغم کا مداوا پیش کیا۔ تصنیفی شہرت سے دلچسپی نہیں تھی پھر بھی وقتی تقاضوں کے پیش نظر کئی اہم تصانیف سپرد قلم کیں جو آپ کے جذبہ حق پسندی اور علمی رسوخ کو ظاہر کرتی ہیں، حضرت تاج العلماء قدس سرہ رقم طراز ہیں:

’’حضرت قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے معمولات کثیرہ دینیہ ودنیا وشبانہ روزی سے تالیف وتصنیف کی فرصت بہت ہی کم پائی اور بوقت فرصت جو یہ شغل فرمایا بھی تو متعدد مبسوط تصانیف دوسروں کو دیدیں جن میں سے بعض ان کے نام سے شائع بھی ہو چکیں۔ ان کے علاوہ بعض اور تصانیف بھی ہیں جن میں سے بعض ابھی غیر مرتب ہیں جیسے مجموعہائے شجر ہائے خاندانی منظوم جس میں حضرت نے تمام شجر ہائے طریقت قدیمہ وجدیدہ کو جو خانوادہ عالیہ برکاتیہ میں ہیں فارسی زبان میں نظم فرمایا ہے، نیز حضرت نے نعت ومنقبت میں بھی کچھ فکر فرمائی اور بعض اعزہ کی تواریخ ولادت ووفات بھی نظم فرمائی ہیں، ان کو بھی ایک جگہ علیحدہ بصورت رسالہ ترتیب دے لینا فقیر کے پیش نظر ہے، اسی طرح بعض اور رسائل اعمال وتکسیر وغیرہ میں ناتمام ہیں اور ایک رسالہ متعلق بعض سوالات شرعیہ مثل اشارہ بالسبابہ اور اس خیال کا رد کہ شیطان وحی الٰہی میں کچھ دخل دے سکتا اور اس نے سورۃ النجم میں کچھ ملا دیا تھا اور تلفظ نیست وتحقیق معنیٰ بدعت ومسئلہ سماع وغیرہ و رسالہ رد القضاء من الدعاء فی اعمال دفع الوباء یہ دونوں

مطبوع وشائع بھی ہو چکے ہیں۔'' (تاریخ خاندان برکات: ۶۴)

گلدستہ چمنستان سنیت

حضرت شاہجی میاں کے مختلف مختصر مضامین کا مجموعہ ہے جسے حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے اپنی ترتیب وتحشیہ کے ساتھ طبع کرا کے دارالاشاعت برکاتی سے شائع کیا، ان میں سے اکثر مضامین روز نامہ ''پیسہ'' لاہور میں طبع ہوئے، ان مضامین کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں اکثر مضامین کسی تحریر یا تحریک کے مفاسد طشت از بام کرنے اور اہل اسلام کو ان کے ضرر سے بچانے کے لیے حیطہ تحریر میں لائے گئے، یہ مضامین اکثر و بیشتر لاہور کے اخبار ''پیسہ'' میں شائع ہوتے تو آپ بھی اپنے مضامین اسی اخبار کے ایڈیٹر کے پاس ارسال فرماتے تا کہ اس کے قارئین اس کی مضرتوں کا شکار ہونے سے بچ جائیں۔

شاید اخباری اشاعت کے پیش نظر ہی یہ تحریریں مختصر ہیں، ان میں صرف دو مضمون مفصل ہیں جن کا اشاعت عنوان ہے ''مسلمانوں کی منزل کے اسباب کے سوالات کے جواب اور اسلام کی بزبان حاصل مسلمانوں سے شکایت'' پہلا مضمون دس صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو مولوی محبوب عالم صاحب کے سات سوالات کے جواب میں تحریر کیا گیا، جسے ایڈیٹر نے عبدالبہا صاحب کے جوابات کے ساتھ شائع کیا تھا، اس مضمون میں صرف جوابات پر اکتفا کیا ہے، سوالات درج نہیں ہیں لیکن جوابات سے ان سوالات کی زمین معلوم ہو جاتی ہے۔ دوسرے مضمون میں اسلام کو زبان دے دی گئی ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں سے اسلام بے زاری کی شکایت کرتا ہے۔ ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے۔

مخالف کی اپنے کروں کیا شکایت
موافق بھی دینے لگے اب اذیت

مضمون بھی دس صفحات پر مشتمل ہے، ان مضامین کی ترتیب کے سلسلے میں حضرت تاج العلماء قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

''ان میں سے بعض مضامین کسی قدر بغیر کمی بیشی کے ساتھ بعض اخباروں میں فقیر کے نام سے شائع شدہ اس وقت بھی فقیر کے پیش نظر ہیں جن کی تاریخ اشاعت و نام اخبار شائع کنندہ کا حوالہ ان کے حاشیہ پر دے دیا ہے اور بعض مضامین کے متعلق فقیر کو یہ پتہ اس وقت نہ ملا کہ یہ اب سے پہلے بھی شائع ہوئے ہیں یا نہیں؟ اور ان کے ساتھ ان کی تحریر کی کوئی تاریخ بھی لکھی ہوئی نہ ملی۔ لہٰذا! فقیر نے تاریخ تحریر کے لحاظ سے جمع و ترتیب میں تقدیم و تاخیر کا چنداں لحاظ نہیں رکھا ہے۔ عنوان ان میں سے بعض مضامین کے خود حضرت کے قائم فرمائے ہوئے ہیں اور بعض کے بہ مناسبت مضمون فقیر نے قائم کر دیئے ہیں۔ جملہ مضامین جو اس مجموعہ میں مندرج ہیں فقیر کے ظن غالب میں کوئی بھی 1331ھ کے بعد کا تحریر فرمودہ نہیں ہے۔ (گلدستہ چمنستان سنیت: ۲) اس مجموعہ کی ترتیب کا سلسلہ پنج شنبہ ۱۳ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۴ھ کے بعد شروع ہوا اور ۲۲ ربیع الآخر شریف چہار شنبہ کو اختتام کو پہنچا۔'' (ص: ۵۲)

مفاوضات طیبہ

حضرت شاہجی میاں کے گراں قدر مکاتیب کا مجموعہ ہے جسے حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے ۱۳۵۴ھ میں اپنی ترتیب اور تشریح کے ساتھ شائع کیا۔ ایک سو چھیاسٹھ مکاتیب کا یہ مجموعہ حضرت شاہ جی میاں کے بہت سے پاکیزہ باطنی افکار، صالح و اعلیٰ حالات کی جانب راہنمائی کرتا ہے۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، دینی احکام کی جانب رہنمائی، روحانیت کی ترغیب، مرشدانہ تربیت، مصالحتی کردار، خاندانی معاملات میں رواداری اور اس طرح کے بہت سے گوشے اس گنج گرانمایہ میں پوشیدہ ہیں۔

حضرت شاہجی میاں کے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے معاصرت کے باجود بہت ہی عقیدت اور خلوص کے رشتے تھے اور آپ ان کی اعتقادی، دینی، اصلاحی گراں مایہ خدمات کے دل وجان سے معترف وحامی تھے، مسئلہ اذان ثانی میں آپ نے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مکمل دینی حمایت فرمائی اور اس موقف حق کی ترویج و اشاعت میں بھرپور مدد فرمائی، مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی نے اس سنت کریمہ کا احیا فرمایا اور اس کے متعلق تفصیلی فتاویٰ جاری فرمائے، جب اس کی اطلاع حضرت شاہجی میاں کو ہوئی تو آپ نے فرمایا

کہ یہ بڑے مولانا صاحب کا فتویٰ ہے نا؟ اب آئندہ جمعہ سے اذان خارج مسجد دی جائے، اس طور سے آپ نے سب سے پہلے اس موقف حق کی حمایت فرمائی، محبت رضا کے یہ جلوے آپ کے مکاتیب کریمہ میں بھی جا بجا پھیلے ہوئے ہیں، چند مکاتیب کریمہ کے اقتباسات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ اذان ثانی کے تعلق سے جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اہل بدایوں کی طرف سے مقدمہ دائر کیا گیا تو اس وقت حضرت شاہ جی میاں قدس سرہ نے آپ کی تسلی کے لیے یہ کلمات عالیہ تحریر فرمائے:

''فخر الافاضل، صدر الاماثل، افضل العلماء، اجل الفضلاء دامت برکات افاداتم علینا: پس از تسلیم مالوف بالوف تعظیم ملتمس ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور خیر و عافیت مزاج مبارک کا متدعی، فقیر کو اس حملہ نا مرضیہ کا جو بظاہر آپ پر اور اصل میں دین اسلام پر ہے نہایت رنج ہے، افسوس صد افسوس کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گزرا ہے اور تقریباً ہزاروں آدمی اس وقت موجود ہیں جنہوں نے حضرت استاذی مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہ اور آپ کے مراسم اور محبت کے برتاؤ دیکھے ہیں، اب یہ حال ہوا ہے کہ جس سے مسلمان دینداروں کو روحی صدمہ اور بدمذہبوں کو موقع شماتت اور خوشی کامل گیا ہے، اگرچہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہوگا کچھ نہیں مگر معاندین ومخالفین مذہب حق کو چند دنوں یہ خوشی کا موقع مل گیا۔ فقیر اگرچہ آپ کی کسی ظاہر اعانت کے لائق نہیں مگر ہر وقت دل سے دعا کر رہا ہے کہ اس مخمصہ سے باحسن وجوہ آپ کو طمانیت حاصل ہو اور آپ کے دست وقلم سے دین حق کی ہر طرح سے اعانت ہوتی رہے اور مخالفین دین کو ذلت پہنچتی رہے۔''

(مفاوضات طیبہ: ۱۴-۱۵، مکتوب نمبر ۱۸)

حضرت تاج العلما کا رسالہ مبارکہ مبحث الاذان جو خارج مسجد اذان ثانی کے اثبات میں تھا، اس کے جواب میں کسی مجہول شخص کے نام سے تالیف کردہ ایک رسالہ بدایوں سے حضرت شاہجی میاں کو موصول ہوا جس میں سوقیانہ لب ولہجہ اور سخت کلامی کا انداز برتا گیا تھا، اس کے جواب میں حضرت نے اہل بدایوں کی بدظنی کو دفع کرنے کے لئے حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی علیہ الرحمہ کے نام ۱۳ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ کو ایک مفصل جوابی مکتوب تحریر فرمایا جو آپ کی مصالحانہ روش، سنجیدگی فکر، صبر و تحمل، بے لوثی اور بے نفسی کی منھ بولتی تصویر ہے، ایک اقتباس بطور شہادت پیش ہے، آپ ارقام فرماتے ہیں:

''یہ موافقت اور مخالفت محض دینی ہے، اگر مخالفین میں سے کوئی صاحب اپنے استدلال مخالفت کو فقہا اور محدثین کے اقوال مستندہ سے مطابقت دکھلا دیں گے ہم فوراً وہی مان لیں گے، امور دینی میں ضد اور ہٹ اور نفسانیت کا ہرگز دخل نہ ہوگا، یہ خلاف اپنی سمجھ کے موافق ایک دینی فرعی مسئلہ میں ہے، خدانخواستہ کسی طرح سے رشتہ محبت اور مراسم قدیم میں اپنی جانب سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ نہ ہوگی۔ آپ صاحبان کو اختیار ہے مسائل فرعیہ میں میرے اکابر سے اور آپ کے بزرگوں سے بھی بعض بعض مسئلہ میں اختلاف رہا ہے، مثلاً لعن یزید میرے بزرگ مجوز تھے اور حضرت استاذی قدس سرہ منع فرماتے تھے، کفر ابو طالب میں میرے بزرگ ساکت مثل شیخ محدث دہلوی تھے اور حضرت استاذی کافر جانتے تھے، عینیت ذات وصفات باری تعالیٰ وتقدس میں بھی کچھ لفظی اختلاف تھا اور بعض مسائل فرعیہ اور بھی ہیں جن کی تفصیل تطویل ہے۔''

(مفاوضات طیبہ؛ ۱۳/مکتوب نمبر: ۱۲)

یہ مکتوب بہت مفصل تقریباً چودہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو آپ کی بے لوثی، دینی ہمدردی، اعانت اسلام اور اعانت حق کی سچی داستان بیان کرتا ہے۔ دینی راہنمائی عام طور سے بزرگان امت کے مکاتیب کا خاتمہ رہا ہے، آپ کے مکاتیب میں بھی جا بجا یہ عنصر موجود ہے، رحمت الٰہی صاحب گورداس پوری کو تحریر فرمایا:

''تمہارے واسطے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہارے مقاصد پورے کرے، نماز پڑھا کرو، تلاوت قرآن مجید بھی کیا کرو، والدین کی اطاعت ضروری ہے، تمہاری والدہ بقیہ ص ۱۹ ر پر

اسلاف واخلاف

(از: مولانا محمد ایوب مصباحی*

امام احمد رضا کے فتاویٰ میں فرائض وواجبات کی تاکید

امام عشق ومحبت، حامی سنت، ماحی بدعت، قاطع کفرو ضلالت، مجدد دین وملت، آیۃ من آیات رب العالمین، معجزۃ من معجزات سید المرسلین، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان، قادری، فاضل بریلوی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ، وفات ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ سقی اللہ ثراہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار علوم وفنون سے نوازا، غیر معمولی کتابیں تصنیف فرمائی، لاینحل مسائل کو بڑے سلیقے سے حل کیا جس پر آپ کے رسائل وتصانیف اور فتاویٰ شاہد عدل ہیں، آپ نے جس عنوان پر بھی خامہ فرسائی کی تو اسے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک اس کے سارے گوشوں کو نیم روز سے زیادہ واضح نہ فرما دیا، متعدد بیش قیمت حواشی وتعلیقات مرتب فرمائی۔

آپ کا علمی مقام یہ تھا کہ اگر علم حدیث پر گفتگو فرماتے تو ایسا لگتا جیسے امام بخاری ومسلم کا فیضان براہِ راست آپ پر برس رہا ہو، اگر اسماء الرجال کی تحقیق کرنے پر آتے تو لگتا کہ اس فن میں آپ کا کوئی ثانی نہیں اور علامہ ابن حجر عسقلانی وعلامہ بدر الدین عینی پیچھے رہ جائیں، اگر علم کلام پر قلم اٹھ جائے تو اعتزال پر کپکپی طاری ہو جائے، منطق کے فرضی قواعد پر قلم چل پڑے تو ارسطو و فارابی بھی میدان چھوڑ کر بھاگتے نظر آئیں، جب نجدیت ووہابیت سر اٹھا کر دیکھے تو اس کی ایسی سرکوبی فرمائیں کہ اس کے ایوان باطل میں آخری کیل ٹھوک دیں جس سے لوگوں کے ایمان واعتقاد کا تحفظ ہو، اگر کسی فقہی مسئلہ کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھائیں تو اس وقت تک نہ چھوڑیں کہ آپ سے آگے اس مسئلہ کی تحقیق ممکن ہی نہ ہو۔

درج ذیل کئی رسائل آپ کی کاوش فکر کا نتیجہ ہیں ''لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی'' جو داڑھی کے مسئلے پر اٹھارہ آیتوں بہتر حدیثوں اور ساٹھ ارشادات علما کا منہ بولتا شاہکار ہے۔ ''الحق المجتلی فی حکم المبتلی'' جو بیماری کے تعدیہ اور انفیکشن کے بارے میں تحقیق انیق ہے۔ ''المقامع الحدید علی خد المنطق الجدید، الجبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی، سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح، الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، العطایا القدیر فی حکم التصویر، اجلی الاعلام بان الفتویٰ، مطلقاً علی قول الامام'' وغیرہ۔

علاوہ ازیں بے شمار رسائل وجرائد وفتاویٰ آپ کے علمی لیاقت کے تفوق کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' ایک بے مثال انسائیکلوپیڈیا آپ کی علمی کاوش کا نتیجہ ہے، ان سب کے باوجود آپ نے عقائد ونظریات کی اصلاح کے ساتھ ساتھ فرائض وواجبات کی ادائیگی پر بھی زور دیا اور اس کی اپنے فتاوی میں جگہ بجگہ تاکید فرمائی، ان شاء اللہ العزیز! ہم اپنے اس مقالے میں اعلیٰ حضرت کی اپنے فتاوی میں فرائض وواجبات کی تاکید کی کئی مثالیں پیش کرنے کی سعی کریں گے، اعلیٰ حضرت نے کئی مسائل کا جواب دیتے ہوئے قوم مسلم کی کاہلی اور غفلت کو دیکھتے ہوئے اسے متنبہ فرمایا اور اس قوم کو بیدار کرنے کی سعی پیہم کی، ایسے مسائل کی تعداد بے شمار ہے ان میں سے بعض کو ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

نبی سے سچی محبت مدار ایمان اور کامیابی کا راز

اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' میں جب نبی کی شان میں یہ اہانت آمیز الفاظ رقم کیے:

''کہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید، عمرو، ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

* مضمون نگار دار العلوم گلشن مصطفےٰ، ٹھاکر دوارہ، مراداباد کے پرنسپل ہیں۔

تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس کے جواب میں ''تمہید ایمان بآیاتِ قرآن'' تصنیف فرمائی، جسے فتاویٰ رضویہ میں بھی شامل کیا گیا ہے اور اس میں اس پر حکم کفر لگایا اور سختی سے ایسے لوگوں سے ترک موالات پر زور دیا، فرمایا کہ:

''جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ ایسے شخص سے دوستی نہیں رکھے گا بلکہ تاکید فرمائی کہ اے مسلمان! اپنے نبی سے سچی محبت کر، کہ یہی مدار ایمان ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ بے شمار انعامات سے نوازتا ہے اور اگر نبی سے سچی محبت نہیں تو اس پر بے شمار عذاب نازل فرماتا ہے۔''

لہٰذا آپ نبی سے محبت کے ضروری ہونے پر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے مسلمان! اے امتی سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدارا، ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت علاقہ ترک کر دینے پر ملتے ہیں: کہ دل میں ایمان جم جا، اللہ مددگار ہو، جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو۔ یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا دینے پر پڑیں گے: ظالم، گمراہ، کافر، جہنمی ہو، آخرت میں خوار ہو، خدا کو ایذا دے، خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہیہات، ہیہات، کون کہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں؟ کون کہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں، مگر جان برادر! خالی یہ کہ دینا تو کام نہیں دیتا، وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سن چکے ''الم أحسب الناس'' کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا۔ ہاں یہی امتحان کا وقت ہے! دیکھو! یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے، علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے: کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو! بے پروائی نہ کرو، پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو! وہ تمھیں سخت عذاب سے ڈراتا ہے، اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو! وہ تمھیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں نباہ نہیں، دیکھو! اور گناہ تو نرے گناہ ہوتے ہیں، جن پر عذاب کا استحقاق ہو، مگر ایمان نہیں جاتا عذاب ہو کہ خواہ رب کی رحمت، حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے گا یا ہو سکتا ہے، مگر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے، ان کی عظمت، ان کی محبت مدار ایمان ہے، قرآن مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے، دیکھو! جب ایمان گیا اصلاً ابدالآباد تک کبھی، کسی طرح عذاب شدید سے رہائی نہ ہوگی، گستاخی کرنے والے، جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں اپنی بھگت رہے ہوں گے، تمھیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں؟ پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان ہمیشہ غضب جبار و عذاب نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے؟ للہ للہ! ذرا دیر کو اللہ و رسول کے سوا سب ایں وآں سے نظر اٹھا کر آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور نرے خالص سچے دل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم عظمت، بلند عزت، رفیع وجاہت جو ان کے رب نے انھیں بخشی اور ان کی تعظیم، ان کی توقیر پر ایمان و اسلام کی بنا رکھی اسے دل میں جما کر انصاف و ایمان سے کہو، کہ جس نے کہا: شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ اس نے محمد رسول اللہ کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر نہ بڑھایا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعت علم پر ایمان نہ لایا؟'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۳۰ ص ۳۱۵-۳۱۶)

گائے کی قربانی اسلامی شعار، مسلمان اسے مٹانے کے درپہ

قربانی مسلمانوں کا محض ایک تیوہار ہی نہیں بلکہ اسلامی شعار

اسلاف و اخلاف

بھی ہے جس کا باقی رکھنا اور اس کی بقا کی سعی کرنا مسلمانوں پر لازم ہے خصوصاً جب غیر مسلم اس کے روکنے کی کوشش کریں، لیکن اکثر یہ دیکھا گیا کہ کچھ لوگ اس موقع پر یہ باتیں کرتے ہیں: کہ

''جب حکومت نے اس پر ممانعت عائد کر رکھی ہے تو گائے کی قربانی کرنا کیا ضروری ہے؟ بلکہ اگر کوئی ایسے حالات میں کرلے تو اس پر زجر وتوبیخ کی بوچھار کرتے ہوئے یہ دلائل پیش کرتے نظر آتے ہیں کہ قربانی کے جانور اللہ تعالیٰ نے اور بھی رکھے ہیں۔ جیسے: بکرا، بھینس، اونٹ، بھیڑ وغیرہ تو گاے کے ہی پیچھے پڑنا کیا ضروری ہے؟''

حالاں کہ یہ سب وساوس خناس ہیں بلکہ اگر کفار ومشرکین گاے کی قربانی سے روکیں تو گاے ہی قربان کرنا واجب ہے اور نہ کرنے والا اسلام کا سخت دشمن اور شیطان کا بھائی ہے، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی ایک چشم کشا تحریر بشکل فتویٰ من وعن ملاحظہ ہو اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم کس قدر تباہی کے دہانے پر ہیں اور جس شعار اسلام کا استحکام وسالمیت ہم پر لازم وضروری تھی ہم اسی کے ختم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں بلکہ اس کے مٹانے کی دوسروں کو بھی تلقین کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''گائے کی قربانی بے شک شعار اسلام ہے، قال اللہ تعالیٰ: والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اونٹ اور گائے کی قربانی کو تمہارے لیے دین الٰہی کی نشانیوں سے کیا۔ خود مولوی عبد الباری محلی فرنگی کو اس کا اقرار ہے۔ رسالہ قربانی ص:۲۱ / پر لکھتے ہیں: والبدن جعلناھا لکم من شعائر سے گائے کی قربانی ثابت ہوتی ہے، خصوصاً اس معدن مشرکین ہندوستان میں کہ یہاں اس کا ابقا واجرا بلا شبہ اعظم مہمات اسلام سے ہے، مکتوبات شیخ مجدد میں ہے: ذبح بقر در ہندوستان از اعظم شعائر اسلام است، ہندوستان میں گاے کا ذبح کرنا اسلام کے سب سے بڑے شعائر میں سے ہے۔

یہاں اس کا باقی رکھنا واجب ہے، جس کی تحقیق ہمارے رسالہ ''انفس الفکر فی قربان البقر'' میں ہے۔ علمائے لکھنؤ نے بھی اسے تسلیم کیا ہے، مولوی عبد الحی صاحب کے فتاویٰ میں ہے: گائے ذبح کرنا طریقہ قدیمہ ہے۔ زمان آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجملہ سلف صالحین تمام بلاد وامصار میں اور اس پر اجماع واتفاق ہے تمام اہل اسلام کا، ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود بنظر تعصب مذہبی منع کریں تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنا نہ درست ہے۔ بلکہ ہر گاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں، اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ابقا واجرا میں سعی کریں اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں تو گناہ گار ہوں گے۔''

آخر میں لب لباب بیان کرتے ہوئے خوب شد ومد کے ساتھ اس کے ابقا کے لیے تاکیدا فرماتے ہیں:

''تو جو لوگ خوشنودی مشرکین کے لیے اس شعار اسلام کو مٹانا چاہتے اور مسلمانوں کو اس کے چھوڑنے پر زور دیتے ہیں سخت فاسق، مفسد، آمر بالحرام، بدخواہ اسلام، مسلمانوں کے رہزن مشرکین کے گرگے، شیطان کے بھائی، ابلیس کے کارندے، حق کے دشمن ہیں، منافقوں کے وارث ہیں، ان کے دام میں پھنس کر قربانی چھوڑنے والا اللہ عزوجل کا مخالف اور ابلیس لعین کا فرماں بردار ہے، تارک واجب اور مرتکب حرام، مستحق نار وغضب جبار ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۱۶۶-۱۶۸)

سنت کی ادائیگی کی خاطر فرض وواجب کو ترک نہیں کیا جاسکتا

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی بارگاہ میں چار سوالوں پر مشتمل ایک استفتا آیا جن میں ایک سوال یہ تھا کہ تہجد کا عادی ایک شخص ایسا قیلولہ کرتا ہے کہ اس کی جماعت ظہر فوت ہوجاتی ہے۔ جائز ہے یا نہ؟ اس کا جواب اشرف علی تھانوی اور قاسم علی مرادابادی دے چکے تھے لیکن دونوں کے فتووں میں تخالف تھا، اشرف علی تھانوی نے ایسا جواب دیا کہ جس سے تہجد کی اہمیت کم معلوم ہوتی تھی اور قاسم علی مرادآبادی نے اس طرح جواب دیا کہ جس سے جماعت کی اہمیت گھٹتی تھی، اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے ان چاروں سوالوں کے جواب تحریر فرمائے جس میں احقاق حق اور ابطال باطل کا کردار

نبھایا اور اس کا نام ''القلادة المرصعة فی نحو الأجوبة الأربعة'' رکھا، جس میں اعلی حضرت نے سائل کی صحیح سے سرزنش اور زجر وتوبیخ کی اور فرمایا کہ ایسا قیلولہ ہی کیوں کرتا ہے جو ترک جماعت کا موجب ہو، ایسا سوال کرنا شیطانی وسوسہ ہے، تہجد کے فراق میں جماعت چھوڑنا غلط ہے لیکن ترک تہجد کی مشاورت بھی نہیں کی جاسکتی، درحقیقت دونوں میں کوئی تضاد اور تخالف نہیں، بلکہ غفلت کا نتیجہ ہے، ایسے وقت سویا ہی کیوں جاتا ہے جو ترک جماعت کا باعث بنے؟ یا اتنا زیادہ کھانا ہی کیوں کھایا جاتا ہے جس سے تہجد میں اٹھنے میں مشقت ہو؟ اور یہ تاکید فرمائی کہ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ نہ تہجد فوت ہو، نہ جماعت چھوٹے، فرماتے ہیں:

''(اے اعرابی! مجھے ڈر ہے کہ تو کعبہ کو نہیں پہنچے گا کیوں کہ جس راستے پر تو چل پڑا ہے وہ ترکستان کو جاتا ہے) یا ہذا! سنت ادا کیا چاہتا ہے تو بروجہ سنت ادا کر، یہ کیا! سنت لیجیے اور واجب فوت کیجیے، ذرا بگوش ہوش سن اگرچہ حق تلخ گزرے، وسوسہ ڈالنے والے نے تجھے یہ جھوٹا بہانا سکھایا کہ اسے مفتیان زمانہ پر پیش کرے، جس کا خیال ترغیبات تہجد کی طرف جا تجھے تفویت جماعت کی اجازت دے، جس کی نظر تاکیدات جماعت پر جا تجھے ترک تہجد کی مشورت دے کہ "من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما" (دو بلاؤں میں مبتلا شخص ان دو میں سے آسان کو اختیار کرے) بہر حال مفتیوں سے ایک نہ ایک کی دستاویز نقد ہے۔ مگر حاشا خدامِ فقہ وحدیث نہ تجھے تفویت واجب کا فتویٰ دیں گے، نہ عادیِ تہجد کو تہجد کی ہدایت کر کے ارشاد حضور سید الاسیاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "یا عبد الله! لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل" رواہ الشیخ عن عبد الله بن عمرو بن العاص، یعنی اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جو رات کو قیام کرتا تھا مگر اب اس نے ترک کر دیا (اسے بخاری ومسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے) کا خلاف کریں گے۔

یہ اس لیے کہ وہ بتوفیقہ حقیقت امر سے آگاہ ہیں، ان کے یہاں عقلِ سلیم ونظر قدیم دو عادل گواہ شہادت دے چکے ہیں کہ تہجد و جماعت میں تعارض نہیں، ان میں سے کوئی دوسرے کی تفویت کا داعی نہیں بلکہ یہ ہوائے نفسِ شریر وسوے طرزِ تدبیر سے ناشی۔ یا ھذا! اگر تو وقتِ جماعت جاگتا ہوتا اور بطلب آرام پڑا رہتا ہے جب تو صراحۃً آثم وتارکِ واجب ہے اور اس عذرِ باطل میں مبطل وکاذب، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی الله ینادی الی الصلوات فلا یبه" یعنی ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے منادی کو نماز کی طرف بلاتا سنے اور حاضر نہ ہو اور اگر ایسا نہیں تو اپنی حالت جانچ کہ یہ فتنۂ خواب کیوں کر جاگا اور یہ فسادِ عجاب کہاں سے پیدا ہوا؟ اس کی تدبیر کر۔ کیا تو قیلولہ ایسے تنگ وقت کرتا ہے کہ وقتِ جماعت قریب ہوتا ہے؟ ناچار ہوشیار نہیں ہونے پاتا، یوں ہے تو اوّلِ وقت خواب کر، اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم نے قیلولہ کے لیے خالی وقت رکھا جس میں نماز وتلاوت نہیں یعنی ضحوۂ کبریٰ سے نصف النہار تک، وہ فرماتے ہیں: کہ چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہیے کہ پیش از زوال وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر وقتِ زوال کہ ابتدائے ظہر ہے ذکر و تلاوت میں مشغول ہو۔

ظاہر ہے کہ جو پیش از زوال بیدار ہولیا اس سے فوت جماعت کے کوئی معنی ہی نہیں، کیا اس وقت سونے میں تجھ کو عذر ہے، اچھا ٹھیک دوپہر کو سو مگر نہ اتنا کہ وقت جماعت آجائے، ایک ساعت قلیلہ قیلولہ بس ہے۔ اگر طولِ خواب سے خوف کرتا ہے تکیہ نہ کر، بچھونا نہ بچھا کہ بے تکیہ و بے بستر سونا بھی مسنون ہے، سوتے وقت دل کو خیالِ جماعت سے خوب متعلق رکھ کہ فکر کی نیند غافل نہیں ہوتی، کھانا حتی الامکان علی الصباح کھا کہ وقت نوم تک بخاراتِ طعام فرو ہولیں اور طولِ منام کے باعث نہ ہوں، سب سے بہترین علاج تقلیلِ

اسلاف واخلاف

غذا ہے، پیٹ بھر کر قیام لیل کا شوق رکھنا بانجھ سے بچہ مانگنا ہے، جو بہت کھائے گا بہت پیے گا، جو بہت پیے گا بہت سوئے گا اور جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات و برکات کھوئے گا۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۷ رص ۸۷-۸۹)

فرض کی ادائیگی کے بغیر نوافل کی قبولیت کی امید مفقود

غیر معمولی مقامات پر امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی فرائض و واجبات پر تاکیدات ملتی ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ زکاۃ کا ہے۔ آپ کی خدمت میں ایک سوال موصول ہوا جس کا ماحصل یہ تھا کہ کوئی شخص غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں پر صرف کرے، مسجدیں تعمیر کرائیں تو کیا یہ اس کے لیے کچھ نفع بخش ہوگا؟ اور زکاۃ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی، اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا وہ سنہرے حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے، آپ نے اس میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ فرض کی ادائیگی کی تاکید فرمائی اور زکاۃ ادا کیے بغیر نفلی صدقات و خیرات کرنے والے کے لیے کوئی ثمرہ نہ ملنے کو کئی مثالوں سے واضح فرمایا، آپ بھی پڑھیے اور اپنے ایمان کو جلا بخشیے:

''اے عزیز! ایک بے عقل گنوار کو دیکھ کہ تخم گندم اگر پاس نہیں ہوتا بہزار دقت قرض دام سے حاصل کرتا ہے اور اسے زمین میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت تو وہ اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملا دیا مگر امید لگی رہتی ہے کہ خدا چاہے تو یہ کھونا بہت کچھ پانا ہو جائے گا، تجھے اس گنوار کے برابر بھی عقل نہیں، یا جس قدر ظاہری اسباب پر بھروسہ ہے اپنے مالک جل وعلا کے ارشاد پر اتنا اطمنان بھی نہیں کہ اپنا بڑھانے اور ایک ایک دانہ ایک ایک ڈھیر بنانے کو زکاۃ کا بیج نہیں ڈالتا۔ وہ فرماتا ہے: زکاۃ دو تمہارا مال بڑھے گا اگر دل میں اس فرمان پر یقین نہیں تب تو کھلا کفر ہے۔ ورنہ تجھ سے بڑھ کر احمق کون؟ کہ اپنے یقینی نفع دین و دنیا کی ایسی بھاری تجارت چھوڑ کر دونوں جہانوں کا زیاں مول لیتا ہے۔ غرض زکاۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنا چاہیے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سرمہ ہو کر خاک میں مل جائیں، پھر ان سے بڑھ کر احمق کون؟ کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزوجل کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا بھاری قرض گردن پر رہنے دے، شیطان کا بڑا دھوکہ ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے، نادان سمجھتا ہے نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ، فرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے وہ قابل قبول ہوں گے، خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں سے بے نیاز ہے؟ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے چھوٹے حاکموں کو ہی آزمالے، کوئی زمین دار مال گزاری تو بند کر لے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں!

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم، مولاے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب "فتوح الغیب" شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں، فرماتے ہیں: جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے پھر حضرت امیر المومنین، مولی المسلمین، سیدنا مولی علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی، کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہو گیا۔

اب وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی! یعنی جب پورے دنوں پر اسقاط ہو تو محنت تو پوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں، کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھا، حمل رہتا تو امید لگی تھی، اب نہ حمل نہ بچہ، نہ امید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلنی پڑی جو بچہ والی کو ہوتی

ہے۔ایسے ہی اس نفلی خیرات دینے والے کے پاس روپیہ تو اٹھا مگر جب کہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور قبول کچھ بھی نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۱۰،ص ۱۸۳)

کسی معظم دینی کی وجہ سے نماز میں تاخیر؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ہر وقت، ہر موڑ بلکہ بوقت وصال بھی فرائض و واجبات کی تاکید فرمائی، آپ کے وصال شریف سے قبل کے حالات ''الملفوظ'' میں درج کیے گیے ہیں ان میں سے ہم موضوع کے مطابق کچھ عبارت کا ٹکڑا نقل کرتے ہیں جس میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ تادم مرگ آپ نے کیسے فرائض و واجبات کی تاکید فرمائی۔ بیان کیا جاتا ہے: شب پنج شنبہ میں اہل بیت نے چاہا کہ جاگیں، شاید کوئی ضرورت ہو، منع فرمایا، جب انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا: ان شاء اللہ یہ وہ رات نہیں جو تمھارا خیال ہے تم سب سو رہو، وصال کے روز ارشاد فرمایا نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

قضا نمازوں کا کیا کیا جائے؟

بعض حاضرین نے اعلی حضرت سے پوچھا کہ قضا نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟ تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے نہ صرف جواب دیا بلکہ اس کی ادائیگی پر بھی زور دیا اور تخفیف کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا تاکہ بوجھ ہلکہ ہو اور بآسانی ادا ہوسکیں، فرماتے ہیں:

''قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں، نہ معلوم کس وقت موت آجائے، کیا مشکل ہے، ایک دن کی بیس رکعت ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار، مغرب کی تین، عشا کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع وغروب وزوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کرسکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا کی، یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں، زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرے کاہلی نہ کرے، جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا، نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی، ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے، اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لیے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے ''الحمد شریف'' کے تین بار ''سبحان اللہ'' کہے اگر ایک بار بھی کہ لے گا تو فرض ادا ہو جائے گا، نیز تسبیحات رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار ''سبحان ربی العظیم'' اور ''سبحان ربی الاعلی'' پڑھ لینا کافی ہے تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے ''اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ'' وتروں میں بجائے دعائے قنوت ''رب اغفرلی'' کہنا کافی ہے، طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کرسکتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد ناجائز ہے۔'' (الملفوظ، حصہ اوّل، ص:۶۲)

◆◆◆

ص ۳۸/ کا بقیہ.......................................

الختصر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ صرف ایک فقیہ نہیں تھے، بلکہ ایک تحریک، ایک مجاہد، ایک عظیم رہنما اور اہل سنت کے قلعے کے محافظ تھے، آج اگر ہم دین کی روشنی میں سانس لے رہے ہیں تو ان جیسی ہستیوں کی قربانی، جرأت اور فکری بلندی کی بدولت۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کے نقشِ قدم پر چلیں، دین کے معاملے میں مداہنت نہ کریں، باطل فرقوں سے اعلانِ برأت کریں اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے میں شامل ہو کر حق کا علَم بلند رکھیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ◆◆◆

قارئین کرام
یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟
ہم آپ کے تأثرات کے منتظر ہیں

از: مفتی عبد اللطیف علیمی *

مفتی اعظم ہند! حیات طیبہ کی چند اہم جھلکیاں

گورا مکھڑا جلوے جس پر آ آ کر پھر جاتے ہیں
آؤ تم کو بھی ہم صورت ایک ایسی دکھاتے ہیں

دنیا کی تاریخ میں کچھ ایسی ہستیاں پیدا ہوتی ہیں جو نہ صرف اپنے وقت کے لیے، بلکہ آنے والے زمانوں کے لیے بھی ایک روشن چراغ اور ہدایت کا منار بن جاتی ہیں۔ وہ صرف عالم نہیں ہوتے، بلکہ علم کے سمندر، فقط مفتی نہیں، بلکہ فقہ و فتویٰ کے سلطان، وہ صرف عاشقِ رسول ﷺ نہیں، بلکہ ناموسِ رسالت ﷺ کے جاں نثار سپاہی ہوتے ہیں، ایسی ہی ایک عظیم الشان باوقار اور بے باک شخصیت کا نام ہے: وارث علوم اعلیٰ حضرت آبروے اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ، جو مفتی اعظم ہند کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے۔

یہ وہ مردِ مجاہد تھے جنھوں نے اپنے قلم سے باطل کے قلعے قمع کر دیئے، اپنی زبان سے بدعت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا اور اپنے فتاویٰ سے دین پر لگنے والی ہر فتنہ پرست ضرب کو روک دیا، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ 22 ذی الحجہ 1310ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے چھوٹے فرزندار جمند تھے، علم، تقویٰ، عشقِ رسول ﷺ، فہمِ دین، غیرتِ ایمانی، فقہی بصیرت اور باطل شکن جلال، سب آپ کو وراثت میں ملا، کم سِنی میں ہی علومِ دینیہ میں مہارت حاصل کر لی اور اپنے والد ماجد کے فیض سے سیراب ہو کر فقہ و فتاویٰ کے آسمان پر سورج بن کر چمکے۔

آپ کے فتاویٰ میں دین کی غیرت، شریعت کی روشنی اور عقیدۂ اہلِ سنت کی سختی نمایاں نظر آتی ہے، آپ نے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں فتاویٰ تحریر کیے جن میں توحید و رسالت، طہارت و عبادات، عقائد و اعمال اور فرق باطلہ تردید کے جلالی پہلو دیکھنے کو ملتے ہیں، جنھیں آپ فتاویٰ مصطفویہ میں پڑھ کر ضرور اپنے ایمان و عقیدہ کو جلا بخش سکتے ہیں، آپ کا فتویٰ صرف تحریر نہیں ہوتا تھا، وہ تو باطل پر عتاب، منافق پر عذاب اور اہلِ سنت کے لیے نصاب ہوتا تھا۔

آپ نے وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، روافض اور ہر باطل فرقے پر واضح، قطعی اور سخت الفاظ میں فتاویٰ جاری کیے۔

آپ کے نزدیک: جو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر زبان درازی کرے، وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو، کافر، مرتد اور واجب القتل ہے آپ نے فرمایا: بدعقیدہ لوگوں سے میل جول رکھنا گویا دین سے خیانت ہے۔ آپ بظاہر سخت گیر، مگر دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا ایسا سمندر موجزن تھا کہ آپ کی ہر بات، ہر دعا، ہر فتویٰ اسی عشق کی خوشبو سے معطر ہوتی۔

آپ نے ہمیشہ دین پر سمجھوتہ کرنے والوں کو للکارا، اور فرمایا: سچائی کی راہ میں دشمنوں کی پرواہ کرنا کمزوری ہے اور کمزوری ایمان کے منافی۔ آپ نے 13 محرم الحرام 1402ھ کا دن گزار کر شب کو 01:45 پر اس دارِ فانی کو خیر آباد کہا، مگر آپ کی قبر آج بھی اہلِ حق کے لیے مرکز فیضان اور اہلِ باطل کے لیے شمشیر برہنہ ہے، آپ کے چند مشاہیر خلفائے کرام میں:

مفسر اعظم مفتی محمد ابرہیم رضا جیلانی میاں (والد گرامی تاج الشریعہ) خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی، مفتی خلیل احمد خان برکاتی، مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری میاں، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سرفہرست ہیں۔

بقیہ ص ۳۷ / پر

از: مفتی مشتاق احمد امجدی*

حضور تاج الشریعہ اور فتنوں کی سرکوبی

نظام قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ جب بھی دین فطرت کے خلاف باطل نظریات نے سر ابھارا ہے تو اللہ عزوجل نے اس کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لیے مردان حق کی جماعت کو اپنے جلووں کا مظہر بنا کر بھیجا ہے۔ چناں چہ جب نمرود وفرعون جیسے ظالم وجابر حکمرانوں نے :انا ربکم الاعلیٰ. کا پرچار و پرسار کر کے عقیدۂ توحید کے خلاف محاذ آرائی کی اور اپنی خود ساختہ خدائی کا ڈنکا بجانا چاہا تو اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام جیسے جلیل القدر پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور ان فتنوں کو کیفر کردار تک پہنچایا ان امور کی تفصیلات قرآن مجید فرقان حمید میں ہے، یوں ہی سرزمین ہندوستان میں اکبر کے دور میں دین الٰہی کا فتنہ اٹھا تو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی خوب سرکوبی کی، اپنے مکتوبات وتصانیف اور عملی کوششوں سے اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ فرمایا اور اسے انجام تک پہنچا دیا۔

مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی پیدائش جس زمانے میں ہوئی وہ زمانہ برساتی مینڈکوں کی طرح فتنوں کے پنپنے کا زمانہ تھا، ہر سو نئے خیالات، مذہب بیزار لیٹریچر اور تصنیفات کا دور دورہ تھا، ہر چہار جانب سے دین وسنیت پر حملے ہو رہے تھے، اہل ہند کے ایمان وعقیدے پر ضرب کاری کی ہر ممکن کوشش کی جارہی تھی، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت، ندویت، وغیرہ اسی زمانے کے اہم فتنے ہیں، مگر اللہ عزوجل نے باطل فتنوں کو خاک آلود کرنے ہی کے لیے امام احمد رضا کو پیدا فرمایا اور آپ کی ذات ستودہ صفات کو گونا گوں خوبیوں کا حامل بنایا۔ غیر معمولی ذہانت وفطانت کی دولت ونعمت سے سرفراز فرمایا نیز علم وآگہی، حلم وبردباری، خوف خدا اور تقویٰ شعاری، شجاعت وبہادری، ہمت وجواں مردی، جیسی صفات وکمالات سے مزین ومرصع فرمایا۔

آپ کے دور میں جب ہر طرف فتنوں نے سر ابھارا تو علم وعمل کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر امام اہل سنت نے میدان عمل میں قدم رکھا اور اپنی تحقیقی تصانیف اور اپنے پروردہ علما وتلامذہ کے ذریعہ ان فتنوں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ جسے یہ برداشت نہ کر سکے، بلاشبہ آپ نے اپنے قلم سیال سے، جو درحقیقت صمام الاسلام اور باطل کے خلاف شمشیر بے نیام ہے، تمام فرقہائے باطلہ کے خلاف ایسی محاذ آرائی فرمائی کہ اہل عقیدت کو قائل وفاعل اور حاسدین ومعاندین کو ساکت ومرعوب کر دیا، آج بھی اہل نظر اور ارباب بصیرت امام اہل سنت کے حوصلوں کو داد دیتے ہیں اور کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ باطل عقائد ونظریات کے خلاف امام احمد رضا نے جو شش جہات خدمات انجام دی ہیں بلاشبہ وہ حد جہاں وسیع ہے۔

آپ کے بعد آپ کے شہزادگان کے زمانوں میں بھی کئی فتنے اٹھے، جن میں ''تحریک شدھی'' سب سے نمایاں فتنہ تھا، جس کے ذریعہ سیکڑوں برس پہلے مسلمان ہونے والے راجپوتوں کو دوبارہ ہندو دھرم قبول کرنے پر مجبور کیا جارہا تھا، کہیں روپے پیسے کا لالچ دے کر تو کہیں زمین جائداد اور گھر بار لوٹنے کی دھمکی دے کر، غرض کہ اس تنظیم کے ذریعہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم جاری تھی، پھر کیا تھا جوں ہی اس ناپاک منصوبے کی خبر شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو لگی تو فوراً آپ کی سرپرستی میں امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دس خلفا وتلامذہ پر مشتمل ایک نورانی قافلہ اس فتنہ کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے اور دین سے نہ آشنا مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے بے سروسامانی کے عالم میں نکل پڑا۔

*مضمون نگار ازہری دارالافتا امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک کے مفتی ہیں۔

اسلاف واخلاف

یہ بندگانِ خدا جذبۂ تبلیغ میں اس قدر سرشار تھے کہ ان اسلام کے مقدس جیالوں کے پایۂ ثبات کو ہزاروں خطرات ومشکلات متزلزل کرسکیں اور نہ ہی نامساعد حالات ان کے حوصلوں کو پست کرسکیں، انہوں نے میرٹھ سے اپنے دورے کا آغاز فرمایا، آگرہ کو جماعت رضائے مصطفیٰ کا مرکز بنایا اور تحریک شدھی کی زد میں جتنے بھی علاقے تھے مثلاً آگرہ، میرٹھ، بلندشہر، بھرت پور، علی گڑھ، اٹاوا، وغیرہ تمام میں آریہ راجپوتوں سے پُرزور مقابلہ کیا اور بتائید ایزدی تمام باطل لیڈروں کو لاجواب فرما کر ہمیشہ کے لیے اس فتنہ ارتداد کو کچل کر رکھ دیا اور ہندوؤں میں تبلیغ کرکے بہت سارے ہندوؤں کو داخل اسلام بھی فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ کے زمانے میں بھی کئی فتنوں نے ہاتھ پاؤں پھیلائے جن میں سرفہرست دو فتنوں کا شمار ہوتا ہے:

(۱) صلح کلیت: اس کا مرگھٹ ''سراواں الہ آباد'' ہے جہاں سے تصوف کے نام پر طریقت کا سہارا لے کر اللہ و رسول کے گستاخوں سے دوستی کا پاٹھ پڑھایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور دیگر راہ ورسم رکھنے کا درس دیا جاتا ہے۔

(۲) منہاجیت: جس کا سرغنہ پڑوسی ملک کا خودساختہ مجدد ڈاکٹر طاہر القادری ہے جس نے انسانوں کی مسلم وغیرمسلم میں خانہ بندی کرکے دور حاضر کے مشرک وکافر یہودیوں اور نصرانیوں سے محبت کا زہر ہلاہل پلانے کی ناکام کوشش کی۔

دورحاضر میں اہل سنت کے کئی بڑے ادارے اور تحریکیں صلح کلیت کو فروغ دینے میں منہاجیوں اور ندویوں کی پشت پناہی کررہے ہیں، دورحاضر کے صلح کلی امام اہل سنت کا نام لیتے ہیں، بریلی کا راگ بھی الاپتے ہیں، فتاویٰ رضویہ کی بات بھی کرتے ہیں، حالانکہ اعلیٰ حضرت کا نام لینا صرف سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہوتا ہے، درحقیقت یہ سب کے سب مرکز اہل سنت بریلی شریف اور اعلیٰ حضرت کی حیثیت عرفی کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

اہل سنت میں بہت سے لوگ منہاجی بابا کے زور خطابت سے مبہوت تھے، معمولات ومعتقدات اہل سنت پر اس کی رسمی تحریروں سے تذبذب کے شکار تھے، اس کی کھوٹی خدمات کو دیکھ کر اس کے خلاف کچھ لب کشائی کرنے سے گریزاں تھے حتی کہ بڑے بڑے خانقاہ کے لوگوں میں بھی کافی تذبذب دیکھا گیا ہے، اسی طرح کچھ لوگ صوفی نما جوگیوں (سراوی کٹھ ملوں) کی بنی بنائی شریعت کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ صوفی ہیں یا جوگی؟

ایسے کٹھن حالات اور مشکل موڑ پر امت نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی طرف لو لگائی، علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث، مفتی اعظم ہند کے حقیقی جانشین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرمائی، خداداد صلاحیت اور ایمانی فراست سے ان کے مکروفریب کو بھانپ کر انتہائی جرأت وبہادری کے ساتھ پوری امت کو ان دونوں فتنوں سے روشناس کرایا، ان کے شر سے بچانے کی ہرممکن کوشش فرمائی، ان کی قابل اعتراض عبارتوں کو بطور اتمام حجت ان پر پیش فرمایا مگر جب وہ ان باتوں پر مصر رہے تو ان کے اسلام مخالف نظریات وخیالات سے لوگوں کو باخبر کیا، لوگ یہ سوچتے تھے کہ اتنا بڑا عالم، محقق، مدقق اور مصنف گمراہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مگر آپ اپنے باطنی نور سے بخوبی محسوس کررہے تھے کہ یہ شیطان کا پکا مرید اور اس زمانے میں گروہ شیطان کا سردار ہے، اپنے باطل افکار ونظریات کے سبب دائرہ ایمان سے باہر کوسوں دور جاچکا ہے، اسی لیے آپ نے تقریر وتحریر اور مناظروں کے ذریعہ جس بےخوفی سے اس منہ میاں مٹھو بننے والے خودساختہ مجدد رواں صدی کا بخیہ ادھیڑا ہے وہ دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے اور حیرت واستعجاب میں یہ کہنے پر مجبور نظر آئے۔ ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بےباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ باطنی فراست اور دینی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ اپنی باطنی نگاہوں سے وہ دیکھ لیتے تھے جو عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اس فرعون کی فرعونیت اور شیطان کی شیطانیت کو سب سے پہلے آپ نے محسوس کیا اور ڈنکے کی چوٹ پر دنیا والوں کو بتادیا کہ یہ بقیہ ص ۲۷ پر

از: محمد اختر رضا امجدی*

اسلاموفوبیا اور اس کے بڑھنے کے کچھ اسباب وعلل

اسلاموفوبیا کی بڑھتی خلیجوں نے جتنا نقصان مسلمانوں کی جان، مال اور عزت وآبرو کو پہنچایا ہے، شاید ہی کسی اور واقعے یا حادثے نے پہنچایا ہو، بلکہ یوں کہوں تو بجا ہوگا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جملہ سازشیں، ناروا سلوک، مسلماتِ اسلام پر سوالیہ نشان، عورتوں کی آزادی اور ان کے مابین حق مساوات کے نام پر عریانیت کو بڑھاوا دینا، میرا جسم میری مرضی جیسے فحش نعروں کی اوچھی حرکت، نسل کشی، قتل وغارت گری اور مسلمانوں کے ساتھ امتیازی رویہ کا اظہار یہ، قومِ مسلم کو شکوک و شبہات کی نظروں سے دیکھنا، دہشت گردی کو اسلام کے ساتھ مختص کر کے پیش کرنا، دیگروں کو بڑی سے بڑی دہشت گردی میں ملوث ہونے کے باوجود مجرم اور مسلمانوں کو ہلکے سے ہلکے جرم کو ٹیرارزم قرار دینے میں ذرا بھی تامل نہ کرنا بلکہ سارے حوادثات وواقعات جو آئے دن مسلمانوں کے ساتھ پیش آرہے ہیں، سب کے سب اسی اسلاموفوبیا کے نتائج ہیں، جو کھل کر سامنے آرہے ہیں۔

ملمع سازوں نے جھوٹ اور مکروفریب کی اس درجہ ملمع سازی وتصنع کاری کر ڈالی ہے کہ حقیقت حجاب اور پردوں کی پرت تلے چھپ گئی ہے اور اس کا انکشاف تو بعد اس طرف لوگوں کا رجحان بھی ناپدید ہے، اسلام کی صورت کو اس قدر مسخ کر کے نظر نوازِ عام وخاص کیا گیا اور کیا جارہا ہے، کہ اس کی حقیقی صورت سے لوگوں نے عدول کر کے جھوٹ اور مکروفریب کی ملمع زدہ عکس وچھوی کو حقیقت سمجھ لیا ہے، اسی وہمِ فاسد کے سبب اسلاموفوبیا وتقویت حاصل ہو رہی ہے اور سازشیوں کی شازشیں رنگ لا رہی ہیں، اسلام کے خلاف جتنی بھی خرافات پیش کی جاتی ہیں، وہ حقیقت سے کوسوں دور ہیں، چشم پوشی اور حقیقت کوشی کا اس سے بڑھ کر نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی بلکہ حقائق تو بالکل ہی ان مذموم بیانیوں کے الٹ اور عکس ہیں، اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو امن کا درس دیتا ہے، مساوات اور حقوق کا پاسدار و پابند کر کے رکھتا ہے، بلکہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے سب سے پہلے مساوات اور عورتوں کو ان کا حق دلایا، ٹیرارزم کے ساتھ تو اسلام کا دور دور تک کوئی ناطہ نہیں ہے، پھر بھی اسے اسلام ہی کے سر مڑھا جاتا ہے۔

المیہ تو یہ ہے کہ لوگ جہاد کو غلط رخ دے کر پیش کرتے ہیں، جبکہ دنیا کے ہر قانون میں Law Of Defense اور جہاد اسی مدافعتی نظام کا ایک حقیقی مرقع ہے، ٹیرارزم اور فساد فی الارض کی ساری قسموں کی اسلام کھل کر مذمت اور اظہارِ برأت کرتا ہے، سو اس کا الزام مسلمانوں پر دھرنا کہاں سے قرین صواب ہو؟ اسی طرح مسلمانوں کے دیگر مسلمات اور ان کے داخلی مسائل کو مذموم، مفہوم اخذ کر کے غلط طور پر بیان کرنا کیا یہی انصاف ہے؟ افسوس ہے ایسے انصاف پر! اسلاموفوبیا کی خلیج کو وسیع کرنے میں چند مرکزی کردار ہیں:

۱ یہود ونصاریٰ اور کفار ومستشرقین کا مقصد اپنی اسلام دشمنی کی بنیاد پر اس کام کو فروغ دے کر اقدارِ اسلام کو پائے مال اور اسلام کی مثبت صورت کو مسخ کرنا ہے۔

۲ مغربی اور مشرقی میڈیا کا منفی کردار اسلاموفوبیا کو فروغ دینے میں یوں ہے کہ زرخرید میڈیا مسلمانوں کے چھوٹے سے چھوٹے ردِ عمل کو بھی ٹیرارزم سے جوڑ کر پیش کرتی ہے، جبکہ دوسرے مذاہب کے شدت پسندوں کو انفرادی مجرم کہا جاتا ہے۔

۳ سیاسی مفادات کے پیشِ نظر سیاسی پارٹیاں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور اشتعال انگیز بیانیہ اپنا کر اکثریتی ووٹ بینک کو متحرک کرنے کی کوشش میں اسلاموفوبیا کو بڑھاوا دیتی ہیں۔

۴ جہالت اور عدم واقفیت کی بنا پر مغربی بلکہ بعض مشرقی

*مضمون نگار جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی کے طالب علم ہیں۔

معاشروں میں اکثر لوگ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اسلاموفوبیا کا شکار بن جاتے ہیں۔

۵ شدت پسند عناصر کی کاروائیوں اور چند گروہوں کی انتہا پسندانہ کارروائیوں کو دین اسلام کی طرف منسوب کر کے اسلاموفوبیا کو فروغ دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں اور بھی بہت سارے ایسے اسباب ہیں جو اسلاموفوبیا کو فروغ دیتے ہیں، جس سے اسلام خلاف عناصر کی مقصد برآری ہوتی ہے، اس طور پر کہ مسلمان یا تو سیکولرازم کا لبادہ اوڑھ کر مغربی تہذیب وتمدن کو اپنی مذہبیات میں رچا بسا لے، یا پھر اسلام منافرت کا شکار ہو کر اپنے دین ومذہب سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے، وگرنہ دوسری طرف غیر اسلامی عناصر اسلاموفوبیا سے مشتعل ہو کر اسلام کی ساکھ کو نقصان پہنچانے میں ہمہ وقت برسرپیکار تو رہیں گے ہی، جیسا کہ آج ہو رہا ہے۔

الحاصل اسلام پر تبرا کرنے والوں، اور اسلاموفوبیا کے شکار ہونے والوں سے کہنا یہی ہے کہ پہلے اسلام کی تعلیمات کو سمجھیں امید قوی ہے کہ حقائق پر چڑھے سارے پردے چاک ہو جائیں گے اور جھوٹ ومکر وفریب کے سارے دھند چھنٹ جائیں گے، رہی بات مخالفین اور دشمنان اسلام کی تو ان کا کوئی علاج نہیں، سوائے اس کی وہ اپنی بغض وعداوت کے سمندر میں ڈبکی لگاتے لگاتے ڈوب مریں، کیوں کہ بربنائے دشمنی اور ہٹ دھرمی کی جانے والی مخالفت کا کوئی علاج نہیں ہے۔

ہاں ایک تجویز ضرور دوں گا کہ ان سے احتراز لازمی پکڑیں کہ ایسے لوگ ''مفسدین فی الارض'' کی قبیل سے ہیں اور ان سے بچنے ہی میں عافیت ہے۔

◆◆◆

ص ۵۲ کا بقیہ ......

اِسکے ہر رُخ میں ہے لاریب کی طلعت ایسی
تا ابد رکھتا ہے ایقانِ ہزاری قرآں
جاگ اٹھتی ہے تلاوت سے حیاتِ غافل
وجد کر دیتا ہے ہر ایک پہ طاری قرآں
تھم کے رفتارِ زمانہ بھی اسے سنتی ہے
جھوم کر پڑھتے ہیں جب حافظ وقاری قرآں
ظلمتِ غم میں جلاتا ہے مسرت کے چراغ
مسکراہٹ سے بدل دیتا ہے زاری، قرآں
جسم وجاں، فکر ونظر، علم وہنر، سب مہکے ہے
کمالات وفضائل کی وہ کیاری قرآں
یہ جو آیا، تو صحیفے ہوئے سارے منسوخ
حشر تک ساری کتابوں پہ ہے بھاری قرآں
شب میں اترے تو شبِ قدر بنا دے اُسکو
دن میں اترے، تو ہوا اعزازِ نہاری، قرآں
قبر میں، حشر میں، جنت میں رفیق وہمدم
ہے بڑی پختہ یقیناً تری یاری، قرآں
پا گئے کتنی بلندی، ترے صدقے حُفّاظ
سارے اعزاز ترے در پہ ہیں واری قرآں
تیری تعلیم سے کردارِ بشر نکھرا ہے
یعنی تقدیرِ اُمَم تو نے سنواری، قرآں
تیرے اَحزاب، زمانے میں ہیں سب پر غالب
فوج تیری، نہ کسی جنگ میں ہاری قرآں
جو مِلا، جسکو ملا، تیرے ذریعے سے مِلا
شوکتیں تجھ سے ہیں عالم کی یہ ساری قرآں
نقد رہتا ہے سدا خدمت قرآں کا صلہ
خود پہ رکھتا ہی نہیں کوئی اُدھاری قرآں
کیسے کیسے ہمیں اعزاز دیئے ہیں تو نے
جان ودل سے ہے تری شکر گزاری قرآں
تازگی باغِ محبت کو عطا کرتا ہے
شجرِ بغض وعداوت کو ہے آری، قرآں
ماننے والوں کو جنت کی خبر دیتا ہے
جو ہیں منکر، اُنھیں کر دیتا ہے ناری، قرآں
جَو ہر فکر ونظر جو بھی فریدی کو ملا
سب ترے در کی ہے یہ فیض نگاری قرآں

ڈاکٹر ادہم شرقاوی فلسطینی کے قلم سے

ایران واسرائیل جنگ! بے تاب لوگوں کو نصیحت

بے تاب لوگوں کو نصیحت

کسی پر وہ بوجھ نہ ڈالو جسے اُس نے خود اپنانے سے انکار کر دیا ہو! ممالک کے مفادات ہوتے ہیں، عقائد نہیں:

(۱) جب اردوغان کا ستارہ چمکا، تو تم نے اُسے ہمارے سامنے ''خلیفہ'' بنا کر پیش کیا! اُس پر کوئی تنقید گویا حضرت عمر بن خطاب پر تنقید سمجھی جاتی تھی! حالانکہ اُس شخص نے کبھی خود کو خلیفہ نہیں کہا! وہ پہلے بھی، اب بھی اور ہمیشہ عملی طور پر اتحاد اور دشمنی کا فیصلہ اپنے ملک کے مفاد کی بنیاد پر کرتا رہا ہے۔

رٹے رٹائے نعروں کی کوئی حیثیت نہیں! جب اُس کے ملک کے مفاد میں لیبیا میں بحری راستے سے فوجی مداخلت کی ضرورت پڑی تو اُس نے کی۔

جب اُس کے ملک کے مفاد میں شام میں مداخلت کی ضرورت پڑی تو اُس نے جنگ کا پانسا پلٹ دیا اور جب اُس کے ملک کے مفاد میں غزہ کا قتل عام ہوتے دیکھنا ضروری ہوا، تو وہ بھی دوسروں کی طرح تماشائی بن کر بیٹھ گیا! حالانکہ فلسطین اُس کے لیے لیبیا سے کہیں زیادہ قریب ہے! فلسطین دین اور عقیدے کا معاملہ ہے، لیبیا معیشت اور مفاد کا! بات صرف اتنی سی ہے کہ سیاست کا مذہب صرف ''مفاد'' ہے۔

(۲) ایران کے معاملے میں بھی بالکل یہی بات! ایران نے کبھی نہیں کہا کہ ''میں غزہ کے دفاع میں تل ابیب پر میزائل برسا رہا ہوں'' یہ تم نے خود گھڑ لیا! اور جو تمہاری بات سے اختلاف کرے، اُس پر لعن طعن اور ''غدار'' کا لیبل چسپاں کر دیا! غزہ 650/ دنوں سے ذبح ہو رہا ہے۔

ایران نے صرف دو بار بمباری کی اور وہ بھی جب اُس پر خود حملہ ہوا! ایران ایک اہم علاقائی طاقت ہے جو دوسروں کو استعمال کرتی ہے، کسی کے زیر استعمال نہیں آتی! جب اپنے مفاد اور اپنے اثر و رسوخ کے دفاع کی خاطر شام میں قتل عام کرنا ضروری سمجھا تو اس نے ہر طرف تباہی مچا دی! اور جب مدد کرنا مفاد میں دیکھا تو اس نے مدد کی۔

ایران سنی کی بھی حمایت کرے گا اگر اس میں اپنا مفاد دیکھے اور شیعہ کو بھی چھوڑ دے گا اگر چھوڑنا مفید سمجھے! سیاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا! سیاست دین کو صرف ایک ''مہرہ'' سمجھتی ہے جس سے عوام کو ہانکا جا سکے! دنیا کا ہر ملک ایسا ہی ہے۔

یہاں تک کہ اسرائیل کا بھی کوئی دین نہیں: وہ بھی کسی یہودی کو قربان کر دے، اگر بقا کی خاطر ضروری ہو! ایران نے اپنے وجود اور مفاد کے لیے ۲/ ہفتے سے بھی کم جنگ لڑی اور اپنے وجود اور مفاد کے لیے ہی روک دی! اُس نے غزہ سے متعلق کوئی ایک شرط بھی نہیں رکھی پھر تم کیسے اصرار کرتے ہو کہ اُس نے غزہ کے لیے جنگ لڑی؟

سیاسی اتحاد سمجھ میں آنے والی بات ہے

کبھی جن اور انسان اکٹھے ہو جاتے ہیں، نیک و بد ایک پلیٹ فارم پر آ جاتے ہیں! مفادات ایسے لوگوں کو بھی جوڑ دیتے ہیں جن کے بارے میں ہم سمجھتے تھے کہ یہ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے! حماقت صرف وہی کرتے ہیں جو سیاسی اتحاد کو ''عقیدے اور دین'' کا معاملہ بنا لیتے ہیں۔

وہ اسے اپنے لیے لازم پکڑ لیتے ہیں، دوسروں پر بھی تھوپنا چاہتے ہیں اور پھر ''ولاء و براء'' (دوستی و دشمنی) کے اصول کے تحت اُن کا محاسبہ کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فلسطینیوں کی جان و مال کی حفاظت فرمائے، آمین۔

◆◆◆

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اڑتالیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

تفسیری روایت: اس کی تفسیر میں امام مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''الجهالة العمد''یعنی یہاں نادانی سے مراد (خطا وسہو نہیں بلکہ) تعمد ہے اور (آگے فرماتے ہیں) ''عنقریب'' سے مراد ہے وہ پورا وقت جو موت سے اِدھر ہو (یعنی اگر وقت نزع سے پہلے پہلے جس کا فر یا عاصی یا گمراہ نے اپنے جرم سے سچی، پوری توبہ کر لی تو وہ بھی عن قریب ہی ٹھہرے گی یعنی ضرور مقبول ہو جائے گی)

رب کریم کو، بندے کا اعتراف واستغفار بہت پسند

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اذا اذنب الرجل ذنباً، الحدیث- (ترجمہ) جب بندہ کوئی گناہ کر بیٹھے پھر عرض کرے اے رب میرے! مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا۔''

ہے (یا کہے) میں نے گناہ کا کام کر لیا (اب میں نادم ہوں، معافی مانگتا ہوں) تو تو مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا پھر اس نے دھیان کیا کہ اس کا کوئی رب ہے (مالک ہے) جو گناہ بخش دیتا ہے (اگر چاہے) اور اس پر گرفت بھی کر لیتا ہے (اگر چاہے) تو میں نے اپنے اس بندہ کو بخش دیا۔

نبی رحمت علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقے میں آسانی

نتیجہ: (مصنف یا راوی نے کہا) یہ سب (نرمی اور رعایت اس امت کو) ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز واکرام کے لئے (امت مرحومہ کو) میسر ہے، جب کہ اگلی امتوں کا حال تو یہ تھا کہ جب وہ لوگ کوئی (عظیم) جرم کرتے تو ان سب پر (بعض) حلال چیزوں کا برتنا حرام ہو جاتا تھا اور جب کوئی، گناہ کرتا تو اس کے گھر کے دروازے پر یا جسم پر یہ لکھا ملتا کہ فلاں ابن فلاں نے ایسا گناہ کیا ہے اور اس کی توبہ یہ ہے۔

فضیلت امت: اور اس امت مرحومہ پر (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے طفیل) یہ معاملہ آسان فرما دیا گیا ہے، جبھی تو (قرآن میں) فرمایا:

''وَمَن يَعۡمَلۡ سُوٓءًا أَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهُۥ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ۝ (ترجمہ) اور جو بندہ کر بیٹھے کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم پھر اللہ سے بخشش چاہے تو وہ پائے گا اللہ کو بڑا غافر بڑا مہربان۔'' [سورۂ نساء-۱۱۰]

نصیحت مصنف: لہٰذا ہر مسلم پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور صبح وشام برابر (مخلصانہ) توبہ کرتا رہے۔ (۱)

توبہ سے غفلت اپنی جان پر دوہرا ظلم

قول مجاہد: امام مجاہد (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں: جس بندہ کو شام ہوئی اور اس نے توبہ نہیں کی اور جب صبح ہوئی اور توبہ نہیں کی تو وہ ان میں سے ہے جو (اپنی جانوں پر) ظلم کرتے ہیں۔

نصیحت مصنف: حالانکہ عقلمند کو یہ چاہیے کہ ہر وقت ہی (نہ صرف صبح وشام) اللہ تعالیٰ کے حضور (برابر) توبہ کرتا رہے (کیونکہ موت کا وقت معلوم نہیں) اور نماز پنج گانہ کی محافظت میں خوب کوشاں رہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں نمازوں کو بندوں کے لئے صغائر سے تطہیر کا ذریعہ کیا ہے۔

نماز کی پابندی، صغیرہ گناہ کے لئے تطہیر وکفارہ

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

[۱] یعنی موت کے انتظار میں توبہ واصلاح حال کو مؤخر (یعنی لیٹ) نہ کرے، کیونکہ کیا پتہ موت کب اچانک آ دبوچے اور پھر بے توبہ کیے کہیں نہ مرجائے، لہٰذا توبہ وفکر آخرت سے کسی وقت غافل نہیں رہنا چاہیے، ۱۲/ مترجم غفرلہٗ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

عنہ سے بطریق علقمہ روایت آئی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آکر اپنے صغیرہ گناہ سے پاک ہونے کے بارے میں درخواست پیش کی، عرض کیا اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ (مراد یہ ہے کہ مجھے گناہ کا احساس واعتراف بھی ہے اور زبان سے توبہ واستغفار بھی کر رہا ہوں، کیا معافی کے لئے اتنا کافی ہے یا اور کیا کروں؟ مترجم غفرلہ) راوی کا بیان ہے حضور نے سوال سن کر (جواب نہیں دیا بلکہ) تھوڑی دیر سکوت فرمایا، اتنے میں آیت کریمہ نازل ہوگئی، (اللہ نے فرمایا):

''وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ۔ (ترجمہ) نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک یہ نیکیاں، برائیوں کو لے جاتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔'' [سورۂ ہود-۱۱۴/ کنزالایمان بتصرف یسیر]

بعض کلمات کی تفسیر: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا): دن کے دونوں کناروں سے مراد ہیں اوقات صبح وشام، صبح کے وقت، فجر کی نماز ہے اور شام کے وقت ظہر وعصر کی نمازیں ہیں اور زلف لیل سے مراد ہے رات کا ابتدائی حصہ جس میں پہلے نماز مغرب ہے پھر نماز عشا اور یہاں ''حسنات'' سے یہی پنج گانہ فرائض مراد ہیں اور سیئات سے مراد ہیں صغائر جو کہ دو نمازوں کے درمیانی اوقات میں سرزد ہوگئے ہوں اور (ذکریٰ) سے مراد ہے توبہ اور ذاکرین سے مراد ہیں (گناہ کا دھیان کرکے) توبہ کرنے والے اور ''نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں'' اس کا معنیٰ یہ ہے کہ فرض نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں یعنی صغائر کے لئے کفارہ ہوجاتی ہیں۔

(راوی حدیث نے آگے کہا) پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شخص مذکور کو طلب فرمایا اور یہ آیت کریمہ پڑھ کے سنائی، اس پر حاضرین مجلس میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا یہ حکم اسی شخص کے لئے خاص ہے یا سب مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ فرمایا (اس کے لئے خاص نہیں) بلکہ سب کے لئے عام ہے۔

نیکی فوراً لکھ دی جاتی ہے اور بدی دیر میں

حدیث شریف: حضرت یونس ابن عبید نے خواجہ حسن بصری کے توسط سے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ليس من عبد الا و عليه ملكان، الحديث- (ترجمہ) کوئی بندہ ایسا نہیں جس پر دو فرشتے متعین نہ ہوں، (ایک) صاحب یمین ہے اور دوسرا صاحب شمال، صاحب یمین، صاحبِ شمال پر امین (یعنی نگراں) ہے۔ جب بندہ کوئی بُرا عمل کرتا ہے تو صاحب شمال اس سے معلوم کرتا ہے کیا میں اس کی یہ برائی لکھوں؟ صاحب یمین اس کو جواب دیتا ہے کہ ابھی رہنے دے، جب تک پانچ سیئات نہ کرلے، مت لکھ، جب بندہ پانچ بدی کرلیتا ہے تو وہ پھر پوچھتا ہے، کیا (اب) لکھوں؟ وہ جواب دیتا ہے ابھی اور توقف کر یہاں تک کہ یہ (شاید) پانچ نیکیاں کرلے۔ پھر جب بندہ کوئی ایک نیکی کر لیتا ہے تو صاحب یمین کہتا ہے کہ ہمیں خبر مل چکی ہے کہ بندہ کی ایک نیکی، دس گنی ہوتی ہے۔ تو اب تو آ، اور پانچ کو پانچ سے مٹا اور اس کی (بقیہ) پانچ حسنات ثبت کر، حضور نے فرمایا: یہ دیکھ کر شیطان (مارے غم کے) چیخ پڑتا ہے اور کہتا ہے میں ابن آدم کو کب پکڑ پاؤں گا؟

حضرت ابو ہریرہ کا ایک عاجلانہ فتویٰ مسترد ہوا

ایک عورت کا قصہ: مصنف علیہ الرحمہ اپنے والد صاحب سے سن کر، ان کی پوری سند کا اجمالی حوالہ دیتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لائے ابو ہریرہ کہتے: میں ایک رات جب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز عشا پڑھنے کے بعد (مسجد سے) نکلا تو ناگاہ میں ایک عورت کے سامنے تھا جو چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے سر راہ کھڑی تھی۔ بولی اے ابو ہریرہ! مجھ سے ایک عظیم گناہ ہوگیا ہے۔ کیا میرے لئے کوئی توبہ (کی سبیل) ہے؟ میں نے کہا (یہ تو بتا) تیرا گناہ کیا ہے؟ بولی میں نے زنا کیا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہوا وہ میں نے مار ڈالا۔ میں نے کہا: تو ہالکہ بھی ہے اور مہلکہ بھی (یعنی یہ تیرا بڑا جرم ہے) بخدا (میرے علم میں) تیرے لئے کوئی توبہ نہیں۔ عورت نے (کچھ) کہا پھر اس کی چیخ نکل گئی اور بے ہوش بقیہ ص ۴۷ پر

از: مولانا عمران رضا منظری*

حضور اجمل العلماء اور علم اصول حدیث

فقیہ اجل حضرت علامہ شاہ مفتی اجمل صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آسمان علم وحکمت پر ایک ایسے سورج کے مانند تھے جس کی ضیابار کرنوں نے عالم اسلام کو روشن کیا، آپ کے قدم ناز نے ہزاروں آبادیوں میں نہ جانے کتنے عشق وعرفان کے گلستان آباد کیے، آپ کے قلم حق رقم نے باطل افکار ونظریات کی دھجیاں اڑا دیں، آپ کی علمی وفقہی تحقیقات نے ارباب فکر و دانش کو انگشت بدنداں کر دیا، آپ کے علم وفضل کا ڈنکا چہار دانگ عالم میں بجا، آپ کے علمی وفقہی محاسن وکمالات کا اعتراف وقت کے اکابر علما نے بھی کیا۔

بلا شبہ آپ نے اپنی خداداد ذہانت وفطانت، علمی بصیرت سے دینیات وشرعیات کے ہر ایک شعبے میں بے مثال مسلکی، اصلاحی، فکری، فقہی اور ملی وتحریری خدمات سے مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ کیا اور اس کو فروغ بھی دیا جس کے سبب آپ کی داعیانہ، مبلغانہ، مناظرانہ ومصنفانہ اور فقیہانہ ومحدثانہ عبقری شخصیت باطل ایوانوں میں آج تک کہرام برپا کی ہوئی ہے۔

آپ رئیس الفقہا والمحققین، سند المفسرین، امام المتکلمین، ممتاز المحدثین ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے ایک عظیم متبحر عالم علم اصول حدیث بھی تھے جس کے شاہد آپ کے فتاویٰ، جگہ جگہ منکرین حدیث کے بے جا اعتراضات کے جوابات اور علم حدیث واصول حدیث کی روشنی میں مدلل ومبرہن تحریرات ہیں جن کے ملاحظات کے بعد علم حدیث اور اس کے ذیلی مضامین: فن اسماء الرجال، فن جرح وتعدیل اور فن حدیث واصول حدیث پر آپ کے تبحر کے ساتھ آپ کا محدثانہ استحضار بھی آشکار ہو جاتا ہے۔

اصول حدیث پر آپ کی مہارت وحذاقت کی ایک ہلکی سی جھلک ''فتاویٰ اجملیہ'' کی جلد چہارم، کتاب الرد والمناظرہ میں شامل سات سوالات پر مبنی ایک سوال نامہ ''المسک الواضح اللطیف'' نامی کتاب سے ماخوذ مستفتی محمد ظہور الدین صاحب، ساکن ٹونک، راجستھان نے حضور اجمل العلماء کے پاس حکم شرع جاننے کی غرض سے ارسال کیا تھا۔

واضح رہے کہ مذکورۃ الذکر کتاب حکومت سعودیہ عربیہ کی جانب سے شاہ سعود بن عبدالعزیز کے حکم پر شائع کرائی گئی تھی جو ان گستاخان مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجدیہ وہابیہ غیر مقلدین فرقہ ضالہ مضلہ کی گمراہ کن پالیسیوں اور لادینیت وبدمذہبیت پر مشتمل مندرجہ ذیل عقائد وافکار کا پٹارا تھی:

(1) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے حضور دعا کرنا بدعت ہے اور دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

(2) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہ اقدس میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا نہایت قبیح اور منکر ہے بلکہ ایمان کی تباہی کا سبب ہے۔

(3) حجرۂ اقدس اور جالیوں کو چومنا جہالت ہے۔

(4) حضور مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ اور مدد مانگنا شرک اکبر ہے۔

(5) حضور شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دنیا میں شفاعت طلب کرنا ناجائز ہے۔

(6) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کے لیے سفر کرنا مذموم بدعت ہے۔

(7) سوال نمبر سات کے تحت زیارت قبر انور حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق مندرجہ ذیل احادیث:

- من زار قبري وجبت له شفاعتي۔
- من حج ولم يزرني فقد جفاني۔

*مضمون نگار نخاسہ سنبھل، یوپی کے متوطن ہیں۔

من زارني بعد مماتي فكأنما زارني في حياتي۔
کے بارے میں نجدی مصنف کتاب نے لکھا:
یہ احادیث اوراس قسم کی دیگر احادیث سب ضعیف ہیں اور ان میں سے بعض موضوع ہیں، قابل اعتماد کتب سنت میں ان کا کہیں ذکر تک نہیں اور نہ ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مسلمین نے انہیں نقل کیا ہے، لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس قسم کی باتوں پر اعتماد نہ کریں، وہابیہ، نجدیہ، سلفیہ کے ذکر کردہ افکار وعقائد پر مشتمل جملہ تحریرات کا حضور اجمل العلماء نے آیات قرآنیہ، احادیث طیبہ، اقوال صحابہ وتابعین وفقہائے امت محمدیہ کی روشنی میں رد بلیغ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے حضور دعا کرنا، استغاثہ واستعانت، شفاعت طلب کرنا، روضۂ انور کی زیارت کے لیے سفر کرنا ثابت فرمایا ہے، آپ نے اپنے موقف کے اثبات میں جس قدر قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کا التزام کیا ہے، اس سے آپ کا وسعت مطالعہ اور علمی استحضار اظہر من الشمس ہوجاتا ہے، طوالت کلام کے خوف اور موضوع سے بھٹک جانے کے سبب مع الاختصار سوالات سادسہ پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

راقم نے سردست سلفیہ وہابیہ کے اوہام باطلہ وعقائد فاسدہ پر مبنی آخر الذکر سوال کہ زیارت قبر انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق احادیث میں سے بعض ضعیف ہیں اور بعض موضوع ہیں، قابل اعتماد کتب سنت میں ان کا کہیں ذکر تک نہیں اور نہ ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مسلمین نے انہیں نقل کیا ہے، لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس قسم کی احادیث پر اعتماد نہ کریں، پر عنوان مقالہ کی مناسبت سے حضور اجمل العلماء کے قلم حق رقم کی محدثانہ تابانیوں کی جھلک پیش کرنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ وہابیہ، نجدیہ، غیر مقلدین، عداوت مصطفیٰ وصحابہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی بنیاد پر ایک زمانے سے عظمت نبی معظم اور فضائل صحابہ کرام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) پر مبنی احادیث وروایات کو ضعیف وموضوع کہتے رہے ہیں اور مسلمان اہل سنت کے دلوں سے محبت نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نکال کر گمراہیت ولادینیت پر لانے کی کوشش کرتے رہے ہیں مگر ہر دور میں علمائے حدیث واصول حدیث نے بروقت ان کی دیگر فتنہ انگیز موشگافیوں کی طرح مسئلہ حدیث کو ضعیف وموضوع کہنے پر اصولی تصریحات وتحقیقات کی رو سے ان کا علم تعاقب کیا ہے اور امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو عشق رسالت مآب کے جام شیریں سے سیراب کرتے رہے۔

مجدد اعظم محدث حضور اعلیٰ حضرت نے ''الهاد الكاف في حكم الضعاف، منير العينين في تقبيل الا بهامين'' اور ''حاجز البحرين'' میں وہابیہ غیر مقلدین کے اس باطل خیال کا جم کر پردہ چاک کرتے ہوئے حدیث ضعیف کے لائق عمل اور اس سے استدلال پر محققانہ اسلوب میں فنی واصولی بحث رقم کی ہے۔

حضور اجمل العلماء نے وہابی غیر مقلد مصنف کتاب کے اس دعویٰ کہ زیارت قبۂ انور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق احادیث: من زار قبري وجبت له شفاعتي، من حج ولم يزرني فقد جفاني، من زارني بعد مماتي فكأنما زارني في حياتي۔'' کا اصولی جواب روایات مذکورہ کے طرق کثیرہ تحریر کرتے ہوئے دیا اور ثابت کیا ہے کہ احادیث ضعیفہ کثرت طرق کی بنیاد پر حدیث ضعیفہ ہی نہیں رہیں بلکہ حسن اور صحیح کے درجے تک پہنچ گئیں اور وہ لائق استدلال ہوجاتی ہیں۔

اس پر آپ نے بطور شواہد حضرت علامہ ملا علی قاری کی موضوعات کبیر سے متعدد روایات، علامہ امام تقی الدین سبکی کی ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام'' عارف باللہ امام علامہ عبدالوہاب شعرانی کی ''میزان الشریعۃ الکبریٰ'' اور علامہ ابن عابدین شامی کی ''ردالمحتار'' اور علامہ حلبی کی ''کبیری'' کے حوالہ جات سے سلفی مصنف کتاب کے دعوے کا بطلان ظاہر وباہر کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ احادیث ضعیفہ فضائل اعمال میں معتمد اور مستند ہیں تو زیارت قبر نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استحباب ثابت کرنے کے لیے یہ احادیث ضعیفہ نہایت کافی ہیں بلکہ یہ احادیث اپنے کثرت طرق کی بنیاد پر حدیث صحیح کے حکم میں داخل ہوگئیں، لہٰذا ان احادیث سے استدلال کرنا گویا احادیث حسنہ وصحیحہ سے

استدلال کرنا قرار پایا۔

ملاحظہ کریں حضور اجمل العلماء کا جواب جو علم اصول حدیث وفن حدیث پر آپ کی دقت نظر اور محدثانہ دقیقہ سنجی، کتب اصول حدیث پر کثرت مطالعہ اور استحضار روایات کا بین ثبوت ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

حدیث نمبر(1) من زار قبري وجبت له شفاعتي کی بطرق کثیرہ تخریج ہوئی، چنانچہ دارقطنی، بیہقی نے دلائل میں، ابن عساکر نے تاریخ میں، ابن عدی نے کتاب الکامل میں، ابن جوزی نے کتاب مثیر العزم میں، یحیی بن حسن نے کتاب اخبار المدینہ میں، حافظ ابوالحسن یحیی بن علی قریشی نے کتاب الدلائل المبینۃ فی فضائل المدینہ میں، حافظ ابوالیمان نے کتاب اتحاف الزائرین میں یہ روایت تخریج کی۔

حدیث نمبر(2) من حج ولم يزرني فقد جفاني کو بطرق متعددہ دارقطنی نے اور ابن عدی نے کتاب الکامل میں تخریج کی۔

حدیث نمبر(3)من زارني بعد مماتي فكأنما زارني في حياتي کو دارقطنی، طبرانی، بیہقی اور ابن عدی و ابن عساکر نے بطرق متعددہ و بالفاظ مختلفہ تخریج کی۔

حضور اجمل العلماء سلفیہ نجدیہ کو مزید دنداں شکن جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ان احادیث اور ان کے سوا اور کثیر احادیث زیارت میں ہیں، اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ سب احادیث ضعیفہ ہیں لیکن مخالف اس سے تو انکار نہیں کر سکتا کہ ان احادیث سے زیارت کے طرق کثیرہ ہیں اور جب ان کے طرق کثیرہ ہیں تو پھر یہ احادیث صرف ضعیفہ ہی نہیں رہیں بلکہ یہ حسن و صحیح کے درجے تک پہنچ گئیں، چنانچہ حضرت علامہ ملا علی قاری موضوعات کبیر میں تصریح فرماتے ہیں:

''تعدد الطرق ولو ضعفت يرقي أو يترقى الحديث إلى الحسن- حدیث اگرچہ ضعیف ہو لیکن اس کے طرق متعدد ہو جائیں تو وہ حدیث درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔

وفيه أيضا: ورد في صيام رجب أحاديث متعددة ولو كانت ضعيفة لكنها يتقوى بعضها ببعض۔

(از: موضوعات کبیر، ص151)

رجب کے روزے میں چند حدیثیں وارد ہوئیں اگرچہ وہ حدیثیں ضعیف ہیں لیکن ان میں بعض بعض سے قوی ہو جاتی ہے، حضور اجمل العلماء نے کسی حدیث ضعیف کو دیگر احادیث ضعیفہ کے ساتھ ضم ہونے کے سبب درجہ تقویت میں آنے اور متعدد احادیث ضعیفہ کے اجتماع سے ان کے اندر زیادتی قوت پر موضوعات کبیر اور علامہ امام تقی الدین سبکی کی شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام سے لکھا:

''وفيه أيضا:قال (أي البيهقي في حديث التوسع على العيال يوم عاشوراء): أسانيده كلها ضعيفة ولكن إذا ضم بعضها إلى بعض أفاد قوة-(از: موضوعات کبیر، ص35) یعنی امام بیہقی نے (دسویں محرم کو اپنے عیال پر وسعت والی حدیث کے بارے میں) فرمایا: اس کی سب سندیں تو ضعیف ہیں لیکن جب بعض حدیث کو بعض کے ساتھ ملا دیا جائے گا تو اس کو قوی بنا دے گا۔

علامہ امام تقی الدین سبکی شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں انھیں کے لیے فرماتے ہیں:

''فاجتماع الأحاديث الضعيفة من هذا النوع يزيدها قوة وقد يترقى أو ترقى بذلك إلى درجة الحسن أو الصحيح إلخ-(شفاء السقام، ص15) ایسی ضعیف حدیثوں کا جمع ہونا ان کی قوت کو زائد کر دیتا ہے اور وہ اسی بنا پر درجہ حسن یا صحیح تک ترقی کرتی ہیں۔''

حضور اجمل العلماء فرماتے ہیں: ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ احادیث سے ضعیفہ کثرت طرق سے قوی ہو کر حسن صحیح کے درجے تک ترقی کرتی ہیں تو پھر ایسی احادیث ضعیفہ کو دلیل و حجت بنانا اور ان کے ساتھ استدلال کرنا صحیح ہے۔ چنانچہ عارف باللہ امام علامہ عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبری میں تصریح کرتے ہیں: قد احتج جمهور المحدثين بالحديث الضعيف إذا كثرت طرقه فألحقوه بالصحيح تارة وبالحسن

أخری. (میزان الشريعة الكبرى مصری، ج 2، ص 63) جس حدیث سے ضعیف کے طرق کثیر ہو جائیں تو جمہور محدثین اس کے ساتھ استدلال کرتے ہیں اور اس کو کبھی حسن اور کبھی صحیح کے ساتھ لاحق کر دیتے ہیں بلکہ فضائل اعمال میں بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں: في فضائل الأعمال يجوز العمل بالحديث الضعيف۔ (ردالمحتار مصری، ج 1، ص 269) حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل کرنا جائز ہے۔

علامہ حلبی کبیری میں فرماتے ہیں: يجوز العمل بالضعيف في الفضائل. (کبیری، ص 50) فضائل میں ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے۔

حضور اجمل العلماء کے مذکورہ دلائل کی روشنی میں سلفی نجدی مصنف کا دعویٰ کہ حدیث ضعیف لائق اعتماد و اعتبار نہیں، کا بلیغ فرما کر حدیث ضعیف پر عمل کرنے اور اس کو مستدل ٹھہرانے کے سلسلے میں نہایت عمدہ تنقیح و تحقیق پیش کی ہے جو اصول حدیث میں آپ کی جلالت وعبقریت کی آئینہ دار ہے۔

جملہ دلائل کے بعد فرماتے ہیں: ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ احادیث ضعیفہ فضائل اعمال میں معتمد و معتبر اور مستند ہیں تو زیارت قبر نبی ﷺ کا استحباب ثابت کرنے کے لیے یہ احادیث ضعیفہ نہایت کافی ہیں بلکہ یہ احادیث کثرت طرق کی بنا پر حدیث صحیح کے حکم میں داخل ہو گئیں لہٰذا ان احادیث سے استدلال کرنا گویا احادیث حسنہ وصحیحہ سے استدلال کرنا قرار پایا۔

آگے لکھتے ہیں: یہ جو کچھ بھی معروض ہوا وہ عقیدہ و مسلک اہل سنت و جماعت تھا لیکن مخالف ان احادیث کو ضعیف کہہ کر تصریحات ائمہ سلف و خلف کی مخالفت کرتا ہے۔

موضوع کا رد

حضور اجمل العلماء نے مصنف کے بعض احادیث زیارت قبر انور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو موضوع کہنے کو ''دعویٰ بلا دلیل'' کے قبیل سے بیان کرتے ہوئے لکھا کہ مصنف کے پاس اگر کوئی موضوع روایت ہوتی تو وہ اس کو پیش کرتا، لہٰذا اس کا ایسی روایت کو پیش نہ کرنا خود اس کی تکذیب کے لیے کافی ہے اور ان سہ احادیث میں کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

قابل اعتماد کتب ستہ میں ان کا کہیں ذکر تک نہیں، کا رد

حضور اجمل العلماء نے مصنف کتاب ثانی مسیلمہ کذاب کی کذب بیانی اور جہالت اور ضلالت کہ مذکورہ سہ احادیث زیارت قبل انور معتمد و مستند کتب ستہ میں کہیں مذکور تک نہیں، کا اپنے قلم حقیقت رقم اور زبان حق بیان سے پردہ چاک کرتے ہوئے تحقیق و تدقیق کے جواہر پاروں کو بکھیرتے ہوئے سہ احادیث مذکورہ کے ماخذ مراجع کتب ستہ کو مع مصنفین تیکھے تیور میں لکھتے ہیں:

اس سے پوچھو کہ یہ سہ احادیث طبرانی، بیہقی، دارقطنی، تاریخ ابن عساکر، کتاب الکامل لابن عدی، کتاب مثیر الوزم لابن الجوزی، کتاب اخبار مدینہ یحیی بن حسن، کتاب الدلائل البینہ للحافظ ابو الحسن یحی بن علی، کتاب اتحاف الزائرین للحافظ ابوالیمین، کتاب شفاء السقام للعلامہ الامام سبکی، وفاء الوفا للعلامہ السمہودی میں باسند موجود ہیں تو مصنف بتائے کہ ان کتابوں میں کون سی کتاب قابل اعتماد نہیں؟ اگر مصنف سچا ہے تو بتائے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے۔

اور نہ ہی ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مسلمین نے نقل کیا ہے، کا رد

مصنف کتاب کے اس اعتراض کہ ان احادیث کو نہ ائمہ اربعہ و دیگر ائمہ مسلمین نے نقل کیا ہے، کا مختصر مگر مدلل جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: جب ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مسلمین نے زیارت قبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قربت و مستحب قرار دیا بلکہ اس زیارت کے لیے سفر کرنے کو بھی قربت ٹھہرایا تو اس سے خود ہی ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک ان احکام کی دلیل یہی احادیث زیارت ہیں تو جب انھوں نے ان احادیث سے استدلال کیا تو ان احادیث کو نقل ہی کیا۔

چنانچہ علامہ فقیہ محدث امام شیخ تقی الدین سبکی نے ان احادیث (زیارت) کے طرق و اسانید اور ان کے اوپر متفرع احکام میں ایک مبسوط کتاب شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام تالیف کی اور امام شیخ الاسلام مفتی الانام علامہ سمہودی نے وفاء الوفا

باخبار دار المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصنیف کی جس کی دو جلدیں ہیں جن میں ہر جلد تقریباً ۴۵۰/ساڑھے چارسو صفحات کی ہے۔

ان میں ان احادیث سے زیارت کو پوری پوری سندوں اور مختلف الفاظ وطرق سے نہایت شرح وبسط کے ساتھ نقل کیا اور ائمہ اربعہ و دیگر ائمہ مسلمین کی نقل کردہ سندوں کو پیش کیا ہے تو مصنف نے ان حضرات ائمہ پر یہ افترا کیا ہے۔

حضرت علامہ شاہ مفتی اجمل قادری سنبھلی نے اس مکمل سوال کا جواب کتب حدیث اور ائمہ اصول کی کثیر روایات کو جمع فرما کر جس اصولی انداز واسلوب میں رقم کیا ہے اس سے آپ کے عظیم محقق، حاضر دماغ محدث، مسائل فن حدیث پر گہری بصیرت رکھنے والے بالغ نظر اصولی ہونے کے علاوہ تحقیق مباحث وتنقیح مسائل، فتح مغلقات اور ازالۂ شبہات کرنے میں آپ کی غیر معمولی ناقدانہ شخصیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

تو یہ ہے آپ کا مکمل جواب علمی کمالات وفنی محاسن پر مشتمل ہونے کے ساتھ طالبان حدیث وفن حدیث کے لیے چراغ ہدایت ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے دیگر فتاویٰ میں متعدد مقامات پر فن حدیث پر نقد ونظر، بحث ومناظرہ اور جرح وتعدیل کے اصول وضوابط کی روشنی میں اپنے موقف کا جس محققانہ اور محدثانہ انداز میں اثبات واظہار فرمایا ہے، اس سے آپ کے مسائل حدیث کے فہم وادراک اور ان کی تشریحات وتوضیحات کی باریکیوں کا علم بھی ہوجاتا ہے۔

زیر نظر مقالہ لکھنے کے دوران ہی میں نے آپ کے فتویٰ میں علم اصول حدیث پر کیے گئے، تبصروں کو پڑھنے کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اگر مستقل اس فن پر بھی تصنیفی کام کیا جائے تو حضور اجمل العلماء کی شخصیت اس دقیق وانیق فن میں بھی ارفع و اعلیٰ نظر آئے گی، بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں مولا تعالیٰ ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق علمی وعملی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

◆◆◆

اشتعال انگیز فلمیں! فتنہ گروں کی سوچی سمجھی سازش

(از: محمد تحسین رضا نوری، شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

تاریخ شاہد ہے کہ پوری دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں سب نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی انتھک محنت و کوشش کی ہے، کبھی جھگڑا وفساد، کبھی جنگ وجدل، تو کبھی مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشوں کے جال بن کر۔

غرض کہ ہر دور میں اس مذہب کے مٹانے والے، اس کے دامن تطہیر کو داغدار کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود رہی ہے لیکن اللہ جل شانہ نے اساس اسلام کو اتنا ہی مضبوط و مستحکم کر دیا کہ پوری دنیا مل کر بھی کوشش کرے تو مذہب اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

عصر حاضر میں بھی اسلام ومسلمانوں کو دشمن کھلے عام ٹارگیٹ کر رہے ہیں، وہ چاہیں فلم اسٹار کے غنڈے ہوں یا سیاسی جماعتوں کے کارکنان، کبھی غیر ذمہ دارانہ بیانات کے ذریعہ جنگ وجدل کی آگ بھڑکائی جاتی ہے تو کبھی فتنہ انگیز فلموں کے ذریعہ مسلم معاشرے کو اُکسایا جاتا ہے۔

مذہبی منافرت، فرقہ واریت، اقلیتوں پر ظلم وتشدد اور فتنہ گروں کی چالبازیوں کے اس قدر سنگین نتائج دیکھنے کو ملے کہ گزشتہ سالوں میں کئی فلمیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریلیز ہو چکی ہیں، جس بنا پر کافی ماحول گرم ہوا، لوگوں کا کافی جانی ومالی نقصان ہوا لیکن یہ فلم اسٹار کے غنڈے اپنی رذیل حرکتوں سے باز نہیں آئے، حال ہی میں ”ادے پور فائل“ نامی ایک اور فلم بنائی گئی جس میں ”کنہیا لال“ نامی ایک غیر مسلم کے قتل کی کہانی دکھائی گئی ہے جس کو راجستھان کے ادے پور میں توہین رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا۔

اس سے پہلے ”چھاوا“ نامی مووی تھیٹر میں ریلیز ہوئی تھی جس میں شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بے بنیاد الزامات عائد کیے گئے تھے، جس کے ریلیز ہوتے ہی ملک میں کافی ہنگامہ برپا ہوا۔

میں ان فلم انڈسٹری کے نام نہاد رحم دل ایکٹرز وڈائریکٹرز سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ صرف مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز فلموں پر اکتفا کر کے دنیا کے دیگر مظالم کی پردہ پوشی کیوں کی جا رہی ہے؟ گزشتہ کئی سالوں سے اہل غزہ پر ہو رہے ظلم وتشدد کے خلاف تمہارا ضمیر کیوں نہیں جاگا؟ جلیانوالہ باغ میں ہوئی خونریزی کے خلاف تمہارے قلم کیوں نہیں چلے؟ دہلی میں سکھوں پر ہوئے قتل عام پر موویاں ریلیز کیوں نہیں ہوئیں؟

1992ء میں بابری مسجد پر ہوئے سفاک حملوں پر تمہاری نظر کیوں نہیں گئی؟ صرف مسلمانوں کے خلاف ہی یہ فتنے بازی کیوں؟ یقیناً تمہارا مقصد صرف اور صرف ان گرم مدوں کا فائدہ اٹھا کر بین الناس مقبول ہونا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس دور میں ان کا ہدف ومقصد صرف اسلام اور مسلمان ہیں، اسی شر وفساد کی آڑ میں کروڑوں لوگوں کا کاروبار چل رہا ہے اور سیدھے سادھے لوگ ان کے پھیلائے دام فریب میں پھنس کر حق وسچ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

میری تمام لوگوں سے گذارش ہے کہ حق وصداقت جاننا ہے تو تاریخ اٹھا کر پڑھیں ان جھوٹی ومکار موویز پر ہرگز بھروسہ نہ کریں، فتنہ وفساد میں پڑیں گے تو ان مکار فنکاروں کا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ نقصان صرف اور صرف عام شہریوں اور غریبوں کا ہوگا۔

لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں
یہاں پر صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے

◆◆◆

ص ۵۲ رکا بقیہ

وہ چاہے مسند افتا ہو بزم فقہی ہو
لٹاتے ہر جگہ گوہر ہیں قائد ملت

عروج بخشا ہے ایسا خدا نے کیا کہنا
اکیلے ہیں مگر لشکر ہیں قائد ملت

ہجوم برق وشرر کی جسے نہیں پرواہ
یہ سچ ہے مرد قلندر ہیں قائد ملت

ہزار باد مخالف میں جو فروزاں ہے
اک ایسی شمع منور ہیں قائد ملت

بڑے بڑوں نے کہا جن کو قائد ملت
بڑائی جن پر نچھاور ہیں قائد ملت

وفور فکر ونظر اور علوئے ہمت میں
ہیں بے نظیر وہ رہبر ہیں قائد ملت

وہ جن کی اعلیٰ قیادت پہ ناز ہیں ہے ہم کو
زمانہ کچھ کہے صفدر ہیں قائد ملت

بریلی آج بھی مرکز ہے اہل سنت کا
اور اس مرکز کے فکری چارہ گر ہیں قائد ملت

بس اک نظر میں جو اپنا بنائے غیروں کو
اے انجم قادری دلبر ہیں قائد ملت

ص ۸ رکا بقیہ ....

اپنی ہمشیرۂ محترمہ کے وصال پر ملال پر

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے وصال مبارک کے ۲۷ رویں دن آپ کی سنجھلی صاحبزادی اور حجۃ الاسلام کی ہمشیرۂ محترمہ نے بھی ۲۳ ربیع النور شریف کو وصال فرمایا، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ الباری حیات اعلیٰ حضرت جلد سوم میں رقم طراز ہیں:

"حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب قبلہ نے ان مرحومہ کی تاریخ وصال فی البدیہہ کہی:

الرحمة الله تعالى عليها رحمة واسعة

-----------۱۳۴۰ھ-----------"

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

منظومات

حضور چہرے سے پردہ اٹھا دیا جائے

از: محمد نعیم الدین قادری گلا بپوری، بارہ بنکی

حضور چہرے سے پردہ اٹھا دیا جائے
اور اپنا جلوۂ زیبا دکھا دیا جائے

نصیبِ خفتہ ہمارا جگا دیا جائے
حضور دید کا شربت پلا دیا جائے

رسول پاک کا جلسہ سجا دیا جائے
اور ان کے نام کا نعرہ لگا دیا جائے

طفیل غوث و رضا اور فخر ازہر کے
ہمیں مدینے کا جلوہ دکھا دیا جائے

دکھا کے روئے منور کبھی مرے آقا
حریمِ دل کو مدینہ بنا دیا جائے

سکونِ قلب کی خاطر مجھے شہِ بطحیٰ
جمالِ گنبدِ خضریٰ دکھا دیا جائے

گھرا ہوں بحر الم میں زمانے سے آقا
نجات کا کوئی رستہ بتا دیا جائے

مقام حضرت صدیق قولِ حیدر سے
ہے کتنا اعلیٰ جہاں کو بتا دیا جائے

نعیم قادری اِک نعت پاک کا نغمہ
نبی کے عشق میں پڑھ کر سنا دیا جائے

رحمت و نور کا اک چشمۂ جاری قرآں

از: مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی، مسقط عمان

رحمت و نور کا اک چشمۂ جاری قرآں
باغِ عالم کے لیے بادِ بہاری قرآں

آئی ہے نبضِ دو عالم میں حرارت اِس سے
بزم کونین میں ہے جلوۂ باری، قرآں

مصدرِ حکمت و دانائی ہے اک اک نقطہ
ہر اندھیرے میں ہے اک تابش کاری، قرآں

بقیہ ص ۴۲ ر پر

محدود فرش تک نہیں شہرہ رسول کا

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک اڑیسہ

محدود فرش تک نہیں شہرہ رسول کا
عرش مجید میں بھی ہے چرچا رسول کا

آقا کے صدقے کیوں نہ کروں رب سے میں طلب
قرآن نے سکھایا وسیلہ رسول کا

اللہ نے نماز کا تحفہ دیا انھیں
کس طرح بھولے امتی صدقہ رسول کا

ہر لفظ سے ٹپکتا رہا نور کا گہر
جب بھی ادا ہوا کوئی جملہ رسول کا

کردار کی بلندی پہ جھکتا گیا فلک
اوپر سے جب بھی دیکھا وطیرہ رسول کا

ہم خوش نصیب ایسے ہیں، دنیا ہو یا کہ حشر
ہے ہر قدم پہ ہم کو سہارا رسول کا

دیکھو تقدس قدم شاہ انبیا
محبوب رب کا بن گیا طیبہ رسول کا

حضرت علی کی آنکھ کو دیتا گیا شفا
آب لعاب خوب ہے نسخہ رسول کا

ہم کو دیا ہے درس صراط الذین نے
قرآن کا ہے راستہ، رستہ رسول کا

بوجہل بے زباں ہوا عینی یہ دیکھ کر
اک بے زباں بھی پڑھتا ہے کلمہ رسول کا

وفا خلوص کے پیکر ہیں قائد ملت

از: ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری، سیتا مڑھی، بہار

ہمارے دین کے رہبر ہیں قائد ملت
وفا خلوص کے پیکر ہیں قائد ملت

یہ ان کو دیکھ کے ہر اک پکار اٹھتا ہے
شبیہ حضرت اختر ہیں قائد ملت

بقیہ ص ۵۱ ر پر

الجامعۃ الغوثیہ للبنات میں عرس اعلیٰ حضرت

اعلیٰ حضرت کی زندگی ہم سب کے لیے نمونۂ عمل ہے، مفتیہ کنیز فاطمہ رضوی رام گڑھ 20/اگست 2025 بروز بدھ کو الجامعۃ الغوثیہ للبنات ہواگ ضلع ہزاری باغ [جھارکھنڈ] میں عرس اعلیٰ حضرت بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا، پہلے قرآن خوانی ہوئی، اس کے بعد تلاوت قرآن مجید سے محفل کا آغاز ہوا، طالبات اور معلمات نے نعت ومنقب کے اشعار پیش کیے، بعدہ عالمہ فاضلہ مفتیہ کنیز فاطمہ رضوی شمسی پرنسپل جامعہ ہذا نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محقق بریلوی علیہ الرحمہ کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی اور کہا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی پوری زندگی عشق رسول میں گزری ہے۔

انھوں نے ایمان کے لٹیروں سے بھولے بھالے مسلمانوں کی ایمان کی حفاظت فرمائی ہے، انھوں نے بڑی بڑی کتابیں تحریر فرمائی، فتاویٰ رضویہ جیسی عظیم انسائیکلو پیڈیا ہمیں دیا ہے، نعتیہ شاعری میں ان کی شہرت یافتہ کتاب حدائق بخشش کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انھوں نے عشق رسول میں ڈوب کر کتنی بہترین انداز میں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

انھوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اعلیٰ حضرت، آل رسول سے بے حد محبت کیا کرتے تھے اور سیدوں کی خوب خاطر داری فرمایا کرتے تھے، اعلیٰ حضرت کے اشعار بھی آپ بطور تمثیل دیکھ سکتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

مزید کہا کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان طلبہ سے بھی پیار کیا کرتے تھے اور ان سے بھی عزت وتکریم کے ساتھ پیش آتے، ان کی دعوت کیا کرتے، کپڑا ے سلوا دیتے، ان کی پسند کے مطابق کھانا کھلاتے، مزید کہا کہ سب سے بڑی جو دولت حضور اعلیٰ حضرت کو ملی تھی وہ تھی عشق رسول کی دولت، انھوں نے عشق رسول میں ڈوب کر نعتیں لکھی، ترجمہ کنزالایمان اور فتاویٰ رضویہ جیسی عظیم نعمتیں انھوں نے ہمیں عطا فرمائی ہیں۔

انھوں نے طالبات سے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی کتابیں زیادہ پڑھیں ایمان وعقیدے میں پختگی آئے گی اور ان کی تعلیمات پر ہمیں زیادہ سے زیادہ عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے، ایمان کے لٹیرے ڈگر ڈگر، نگر نگر گھوم رہے ہیں۔ ان ایمان کے لٹیروں سے خود بھی آپ کو بچنا ہے اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کی ایمان کی بھی حفاظت آپ کو کرنی ہے۔ ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

طالبات سے کہا کہ آپ سب محنت سے علم دین حاصل کریں اور اعلیٰ حضرت کو اپنے لیے نمونۂ عمل بنائیں، انھوں نے نمازوں کا خوب اہتمام فرمایا ہے ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے، جب آپ اپنے اسلاف کی زندگی کو اپنے لیے نمونۂ عمل بنائیں گے تو دنیا وآخرت دونوں جگہوں میں آپ کامیاب ہوتی ہوئی نظر آئیں گی، ماشاء اللہ آخر میں صلوٰۃ وسلام کے بعد مفتیہ کنیز فاطمہ رضوی کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

رپورٹ: اراکین الجامعۃ الغوثیہ للبنات، ہزاری باغ، جھارکھنڈ

میر عبدالواحد بلگرامی کے احوال وآثار پر قومی سیمینار

۳۸۲ ویں سالانہ عرس واحدی طیبی بلگرام شریف کے دوسرے دن ۱۳/ستمبر ۲۰۲۵ء کو حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی کی حیات وخدمات پر یک روزہ قومی سیمینار منعقد ہوا، حضرت مجدد وقت میر سید عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات ان کی تصنیف وتالیفات اور ان کے تعارف پر اب تک اتنا کام نہیں ہوا جتنا کام ہو جانا چاہیے۔

مذکورہ خیالات کا اظہار دسویں صدی ہجری کے مجدد حضرت سید میر عبدالواحد بگرامی کے سجادہ نشیں شیخ طریقت مولانا سید سہیل میاں قادری واحدی نے 382/واں سالانہ عرس طیبی واحدی کے

موقع پر منعقدہ سیمینار میں علما اور عوام سے فرمایا، حضرت صاحب سجادہ نے کہا: حضرت میر کے ایک صاحبزادے نے مارہرہ کو مطہرہ بنایا ہے، وہیں حضرت میر کے تین قابل قدر اقطاب وابدال جیسی شخصیات صاحبزادے بلگرام شریف محلہ سلہاڑا میں آرام فرما ہیں اور افسوس ان کی حیات وخدمات، ان کی تعلیمات، ان کے افکار ونظریات کو عوام الناس تک نہیں پہنچایا گیا۔

413/سال کے بعد حضرت میر کی حیات وخدمات پر بعنوان حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی گرامی احوال وآثار سیمینار میں ملک بھر سے قدآور شخصیات اور معزز علمائے کرام معروف ومشہور قلم کار نے شرکت فرمائی۔

382/رواں سالانہ عرس مبارک کی تقریبات ہفتہ، اتوار اور پیر کو منعقد ہوئیں اور پہلے دن طاہر ملت گیسٹ ہاؤس کے سیمینار ہال میں حضرت شیخ طریقت مولانا سید میر سہیل احمد قادری واحدی سجادہ نشین خانقاہ واحدیہ طیبیہ کی سرپرستی میں یہ یک روزہ قومی سیمینار منعقد ہوا، جس میں مشہور روحانی معالج شہزادۂ طاہر ملت صوفی سید رضوان میاں بھی شریک رہے، جس کی صدارت مفتی محمد حنیف خان رضوی بریلی نے کی اور مولانا محمد ناظم علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے قیادت کی، جب کہ نظم وانتظام اور نظامت کے فرائض مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مصباحی دہلی نے انجام دیئے۔

دارالعلوم واحدیہ کے استاذ قاری محمد جنید رضا نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور حافظ محمد حسان رضا نے نعتیہ کلام پیش کیا، مولانا محمد مرتضیٰ شریفی مصباحی نے خطبۂ استقبالیہ اور مولانا محمد عارف القادری واحدی (کوآرڈینیٹر) نے ہدیہ تشکر پیش کیا، اس موقع پر میر عبدالواحد بلگرامی کی صوفیانہ کتاب ''حقائق ہندی'' جس کا ترجمہ مولانا محمد ناظم علی مصباحی نے کیا ہے، کی رونمائی کی گئی۔

شرکا نے بیک زبان کہا کہ ان شاءاللہ الرحمٰن اب حضرت میر صاحب پر امید سے بڑھ کر کام ہوگا جس کا آغاز ''حقائق ہندی'' سے ہو چکا ہے حالانکہ یہ کام خانقاہ کے منصوبے میں شامل نہیں تھا، مگر مولانا عارف القادری واحدی کی کوشش اور مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن آف انڈیا کے تعاون سے ''حقائق ہندی'' کا اردو ترجمہ طباعت کی منزل سے گزر کر منظر عام پر آیا۔

اسی طرح ''سبع سنابل شریف'' کا خلاصہ بھی لکھ دیا گیا ہے اور مولانا ابرار رضا رشیدی نے سبع سنابل اور شرح نزہۃ الارواح کے فارسی نسخوں کا جائزہ بھی لے لیا ہے جب کہ مولانا عارف رضا اشفاقی نے میر عبدالواحد بلگرامی کے شجرہ طریقت میں شامل سبھی مشائخ کا تعارفی تذکرہ لکھ دیا ہے۔

سیمینار میں جنھوں نے مقالے پڑھے یا زبانی خلاصہ کیا وہ حسب ذیل ہیں: مفتی ناظم علی مصباحی، مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی، مفتی غلام مصطفی نعیمی، مولانا صادق رضا مصباحی، مفتی فضل الرحمن برکاتی، مولانا عارف رضا اشفاقی، مولانا عارف رضا نعمانی، مولانا ابرار رضا رشیدی، مفتی منظم ازہری، منظر امن مصباحی، مولانا کمال احمد علیمی، مولانا عابد رضا مصباحی، مولانا حسن نوری، مولانا امجد رضا علیمی، مولانا ارشد رضا قمر احمد اخلاقی امجدی، مولانا محمود غازی ازہری، مولانا حیدر رضا مصباحی، مولانا فیضان احمد نعیمی، مولانا غلام سید علی علیمی، ڈاکٹر اکرم رضا مصباحی، مولانا ابو ہریرہ رضوی، مفتی ازہار احمد امجدی، مفتی اسرار احمد فیضی، ڈاکٹر طالب اکرام اور مولانا شاہ نواز ازہری صاحبان۔

عرس کے دوسرے دن اجلاس عام میں ''حقائق ہندی'' کی رونمائی ہوئی اور مترجم کے لئے گیارہ ہزار روپے کا اعلان کیا گیا، شب اور دن کے پروگرام میں علمائے کرام نے پر مغز خطاب کئے، اس پروگرام میں بھی صاحب سجادہ اور حضرت سید سعید میاں، حضرت سید رضوان میاں شریک جلسہ رہے ساتھ ہی نوجوان عالم دین مولانا حسن نوری گونڈوی اجین مدھیہ پردیش کو اور دیگر حساس علمائے کرام کو میر عبدالواحد بلگرامی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

صاحب سجادہ نے اگلے سال کے لئے میر محمد طیب واحدی بلگرامی! احوال وآثار، کے موضوع پر سیمینار کا اعلان بھی کیا گیا، سبھی دستیاب مندوبین کو شرکت کی سند، بیگ، گھڑی اور قلم وفائل کا ہدیہ پیش کیا گیا۔

رپورٹ: مولانا عارف القادری، ستار گنج

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़ददम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25
NOVEMBER-2025
PAGES 56 WITH COVER
PER COPY : ₹ 30.0
PER YEAR : ₹ 350.0

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareil
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Kh